مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

حجیتِ حدیث

تالیف
محدثِ عصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ
شیخ بدر الزماں محمد شفیع نیپالی

تقدیم
شیخ ابو القاسم عبد العظیم مدنی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

Www.IslamicBooks.Website

مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

حجیت حدیث

تالیف

محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی

ترجمہ

شیخ بدر الزماں محمد شفیع نیپالی

تقدیم

شیخ ابو القاسم عبد العظیم مدنی

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
www.maktabaalfaheemislamicbooks.com

Www.IslamicBooks.Website

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	حجیت حدیث
تالیف	:	محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی
ترجمہ	:	شیخ بدر الزماں محمد شفیع نیپالی
تقدیم	:	شیخ ابوالقاسم عبدالعظیم مدنی
اشاعت اول	:	اکتوبر ۲۰۱۰ء
طابع وناشر	:	مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
صفحات	:	88 Page
قیمت	:	RS. 50/=00

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
www.maktabaalfaheemislamicbooks.com

Www.IslamicBooks.Website

فہرست مضامین

مضـــــــــــــــــــــامین	صفحہ نمبر
تقدیم از قلم ابوالقاسم عبدالعظیم	5
انتساب	9
پیش لفظ　طبع ثانی	10
پیش لفظ　طبع اول	11
پہلی فصل	12
حدیث کی طرف مراجعت کا وجوب اور اس کی مخالفت کی حرمت	12
قرآن کا، حدیث رسول سے فیصلہ کرانے کا حکم	12
ہر چیز میں نبی ﷺ کی اتباع کی دعوت دینے والی حدیثیں	17
مندرجہ بالا نصوص کا خلاصۂ استدلال	21
عقائد اور احکام کے اندر سنت کی اتباع ہر زمانے میں لازم ہے	24
متأخرین کا، سنت کو حکم بنانے کے بجائے خود اس کا حاکم بن جانا	25
متأخرین کے یہاں حدیث کی بیچارگی	26
متأخرین کے وہ اصول جن کی وجہ سے حدیثیں متروک ہوئیں	27
دوسری فصل	29
حدیث پر قیاس وغیرہ کی تقدیم کا بطلان	29
حدیث پر اصول اور قیاس کو مقدم کرنے کی غلطی کا سبب	31
احادیث صحیحہ کی چند مثالیں جن کی مخالفت مذکورہ اصولوں سے کی گئی	33
تیسری فصل	38

Www.IslamicBooks.Website

عقائد اور احکام دونوں میں خبر واحد کی حجیت	38
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	39
خبر واحد کے حجت نہ ہونے کا عقیدہ وہم وخیال کی بنیاد پر ہے	42
خبر واحد سے عقیدہ حاصل کرنے کے وجوب پر دلیلیں	42
امام شافعی کا خبر واحد سے عقیدہ کا اثبات	48
عقیدہ کے لئے خبر واحد کو دلیل نہ بنانا بدعت محدثہ ہے	49
بہت سے اخبار آحاد کا، علم اور یقین کا فائدہ پہونچانا	51
افادۂ علم میں خبر شرعی کو دوسری خبروں پر قیاس کرنے کا فساد	54
حدیث آحاد کے متعلق علم یقینی کے فائدہ نہ پہونچانے کے دعویٰ کا سبب حدیث..	56
حدیث کے بارے میں بعض فقہاء کے موقف اور سنت سے ان کی ناواقفیت کی دو مثالیں	58
چوتھی فصل	61
تقلید اور تقلید کو مذہب ودین بنالینا	61
تقلید کی حقیقت اور اس سے تحذیر	61
تقلید سے ائمہ کی ممانعت	65
علم صرف اللہ اور رسول کا قول ہے	67
دلیل جاننے سے عاجز شخص کے لئے تقلید کا جواز	71
اہل مذاہب کی اجتہاد سے جنگ اور ہر شخص پر تقلید کا ایجاب	74
اپنے ائمہ کے لئے تعصب کرنے میں مقلدوں کا انھیں کی مخالفت کرنا اور......	75
مقلدین میں اختلاف کی کثرت اور اہل الحدیث میں اس کی قلت	76
تقلید کی تباہ کاریاں اور مسلمانوں پر اس کے برے اثرات	81
تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کا آج کا فریضہ	82

☆☆☆

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ و علی آلہ و صحبہ ومن استن بسنتہ واھتدی بھداہ .... وبعد!

حامیان سنت اور منکرین حدیث کے درمیان ''حجیت حدیث'' کا موضوع نفی واثبات اور اقرار وانکار کے دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے پرانے ہریالے درخت کی طرح ایسا تازہ و قدیم موضوع ہے جس پر قرون اولیٰ سے آج تک کہا، سنا اور لکھا جاتا رہا ہے، اور امید کی جاتی ہے کہ تا قیامت اسلام کی بقا تک یہ موضوع یونہی چلتا رہے گا، فرمان نبوی ﷺ ہے: ''سن لو قریب ہے کہ کوئی آسودہ شخص اپنی مسہری پر بیٹھ کر کہتا ہوگا، لوگو! اس قرآن کو لازم پکڑو، اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال سمجھو، اور جو حرام پاؤ اسے حرام جانو، حالانکہ جسے رسول اللہ نے حرام کردیا ہے وہ اللہ کے حرام کرنے کی طرح ہے'' (مقدام بن معد یکرب۔ ابوداؤد وترمذی وحاکم) اور فرمایا: ''مجھے تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہ ملے جو اپنے تخت پر ٹیک لگائے۔ متکبرانہ انداز سے۔ بیٹھا ہو، اس کے پاس میرے اوامر ونواھی آئیں تو کہے کہ مجھے نہیں معلوم، ہمیں جو قرآن میں ملے گا اسی کی پیروی کرلیں گے'' (ابورافعؓ وجابر بن عبداللہؓ۔ ابوداؤد وترمذی)۔ عمر فاروق اور علی رضی اللہ عنہما۔ نے اپنے زمانے کے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا تھا: ''عنقریب کچھ ایسے لوگ ہونگے جو قرآن کے متشابہات کی روشنی میں تم سے بحث ومباحثہ کریں گے، لہٰذا تم سنت سے ان کا جواب دینا، کیونکہ سنت والے کتاب اللہ کے زیادہ جانکار ہیں'' (الدارمی واللالکائی)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''آخر زمانہ میں کچھ انتہائی جھوٹے فریبی حضرات ہوں گے، جو تمہارے پاس ایسی ایسی احادیث پیش کریں گے جسے نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباء واجداد نے۔ لہٰذا ایسوں سے خود کو بچانا اور ایسوں کو خود سے بچانا۔ نہ وہ تمہیں گمراہ کردیں اور نہ وہ تمہیں فتنہ میں ڈال دیں'' (ابوہریرہؓ۔ مقدمہ صحیح مسلم)

Www.IslamicBooks.Website

اسی آویزش کا علاج بتاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: (يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله، ينفون عنه تحريف الغالين، وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين) (ابوہریرۃ، معاذ بن جبل، اسامہ بن زید، عبداللہ بن مسعود، ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری رضی اللہ عنہم)

دریں شک قرون اولیٰ سے ہی ایسے لوگ پیدا ہونے لگے جو حدیث و سنت میں شک وتشکیک اور جحد و انکار کی راہ پر لگ گئے، کسی نے بالکلیہ سنت کا انکار کیا، اور کسی نے سنت و حدیث کے بعض ایسے مجموعے پر شک کی نگاہ سے دیکھا جس کی صحت پر امت اتفاق کر چکی تھی۔ کسی نے بعض کثیر الروایۃ صحابہ وتابعین پر زبان طعن دراز کی، اور کسی نے حدیث اور اصول حدیث کو عقل وخرد اور درایت کی کسوٹی پر پرکھنے کی بات کی تاکہ محدثین کے مرتب کردہ قواعد سے نکل کر اپنے عقل وخیال کے مطابق جسے چاہیں قبول کرلیں اور جسے چاہیں رد کردیں۔

جب ہم سنت میں شک وتشکیک اور جزوی یا کلی انکار حدیث کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس کے جملہ اسباب صرف دو نکتے میں منحصر دکھائی دیتے ہیں:

(۱) علم وفہم کا دیوالیہ پن اور علوم قرآن وسنت سے عدم واقفیت۔

(۲) اخفاء حق اور بدعت پرستی واسلام دشمنی کا منافقانہ جذبہ۔

لیکن دریں شک قرون اولی سے آج تک انکار حدیث کی جو بھی کوشش انفرادی یا اجتماعی صورت میں جس پیمانے پر بھی نمایاں ہوئی علمائے حق نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اور مسکت و دندان شکن جوابات دیئے۔ ہزاروں واقعات، روایات، حکایات اور کتب ورسائل اور مقالات آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں جن سے حجیت حدیث کے قائلین استفادہ کر رہے ہیں۔

برصغیر میں ماضی قریب میں اردو زبان میں مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبدالسلام مبارکپوری، مولانا ابوالمکارم مئوی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ، مولانا محمد اشرف سندھو، مولانا محمد گوندلوی، مولانا محمد حنیف بھوجیانی، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری اور متعدد احباب فضلائے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تحریریں اپنی نظیر آپ ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

گذشتہ بیس پچیس سالوں سے جب سے عربی سے ترجمہ کے کام میں تیزی آئی ہے اس موضوع کی کئی اہم کتابیں یا کتابچے بھی اردو زبان میں ہمارے سامنے ہیں، اسی ضمن میں صدیق محترم جناب ڈاکٹر مولانا بدرالزماں نیپالی حفظہ اللہ کی زیر نظر کتاب ''حجیت حدیث'' بھی ہے، جو در اصل محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے کتابچے: ''الحديث حجة بنفسه في العقائد والأحكام'' کا اردو ترجمہ ہے۔ پچھلے دنوں میں یہ ترجمہ متعدد بار مختلف طریقوں اور ناموں سے شائع ہوکر مقبول ہو چکا ہے۔ ادھر کچھ دنوں سے حالات کے پیش نظر اس کے جدید اشاعت کی طلب بڑھتی جارہی تھی۔ مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن نے یہ ذمہ داری قبول کی اور طابع وناشر اور مؤلف کی منشا سے اس کے مراجعہ وتصحیح کا کام راقم الحروف کے سپرد ہوا۔ میں نے کتاب کو لفظاً لفظاً بغور پڑھا، جابجا اصل عربی سے ترجمہ کو ملایا، حسب ضرورت بیان واسلوب میں تبدیلیاں کی گئیں، کمپیوٹر کمپوزنگ سے استفادہ کیا گیا، آیات واحادیث اور حوالہ جات کی کتابت میں اصول و اعتبار ملحوظ رکھا گیا، کتاب کو حسن وجمال اور محاسن وکمال کے ساتھ منظر عام پر لانے کی بھرپور کوشش کی گئی، اور اب یہ علمی کاوش طلبہ واہل علم اور عوام کے ہاتھوں میں ہے، امید کی جاتی ہے اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا، اور اسے پہلے سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوگی، نیز منکرین حدیث اور مشککین ومتشککین کے لئے اسے ایک بڑے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے مؤلف ومترجم اور جملہ متعلقین کتاب کے حسنات میں لکھ لے اور انھیں سنت وحدیث کے دفاع کا اجروثواب عطا کرے۔ آمین۔

وصلى الله وسلم وبارك على نبيه ورسوله محمد وصحبه و آله والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات والحمد لله أولا و آخراً.

ابو القاسم عبد العظیم

الجمعة المباركة ١٩ر فروری ٢٠١٠ء ہما ریسرچ سنٹر، مئوناتھ بھنجن (یو.پی) الہند

مطابق ٤ر ربیع الاول ١٤٣١ھ

Www.IslamicBooks.Website

Www.IslamicBooks.Website

انتساب

میں اس ترجمے کو مصنف کی طرف سے ان تمام لوگوں کے نام منسوب کرتا ہوں جو قرآن کے ساتھ صحیح حدیث کو عقائد و اعمال دونوں کے لئے بلا تاویل حجت مانتے ہیں یا حق واضح ہو جانے پر ماننے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

طبع ثانی

اللہ کا شکر ہے کہ زیر نظر کتاب بنام حجیت حدیث کو اس کی اہمیت اور مقبولیت کے پیش نظر دوبارہ شائع کرنا میسر ہوا۔

اس ایڈیشن کے اندر پہلے ایڈیشن کے مقابلہ میں کئی طرح کی ترمیمات کی گئی ہیں۔ کتابت وطباعت کا معیار اونچا کرنے کے علاوہ لاگت کی ایک ثلث قیمت پر فروخت کرنا طے پایا ہے تاکہ ہمارے طلبہ اس سے استفادہ کرسکیں۔ ترجمہ کا اصل سے دوبارہ مقابلہ کیا گیا ہے، کئی جگہوں پر ترجمہ کی غلطی کا احساس ہوا، بہت سی جگہوں پر اسلوب میں خامی نظر آئی، اس طرح اس ایڈیشن میں عبارتوں کا کافی حذف واضافہ اور ترمیم وتنسیخ کی گئی ہے۔ حد یہ ہے کہ کتاب کا نام بھی ''حدیث ایک مستقل حجت'' کے بجائے ''حجیت حدیث'' رکھ دیا گیا ہے۔

کتاب کی اشاعت کے لئے مؤلف (علامہ البانی) سے اجازت نہیں لی گئی تھی اس ایڈیشن میں ان سے اجازت بھی حاصل کرلی گئی ہے۔

کتاب پر بہت سے پرچوں نے تبصرے کئے انھیں میں ماہنامہ ''معارف'' بھی ہے۔ اس کے تبصرہ نگار مولانا ضیاء الدین صاحب نے ترجمہ کے بارے میں تو کچھ کہا نہیں البتہ کتاب کی اصل فکر پر تنقید کی ہے اور عقیدہ میں خبر واحد کے عدم حجیت کی پرانی بات دہرائی ہے جس کا جواب صدہا مضامین ومقالات اور کتابوں میں دیا جاچکا ہے۔ آپ نے علامہ البانی کو منطرف گردانتے ہوئے ''خبر'' اور ''حدیث'' میں خلط مبحث کا ملزم بھی گردانا ہے، اس سلسلے میں ایک صاحب مفصل مضمون لکھ رہے ہیں اس لئے میں نے انھیں پر اعتماد کرلیا ہے۔ ویسے اس کتاب کا گہرائی سے غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے والا حق پاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اشاعت کو زیادہ سے زیادہ مفید بنائے (آمین)

بدر الزماں محمد شفیع نیپالی

دسمبر ۱۹۸۴ء

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

زیر نظر کتاب ''حجیت حدیث'' محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی دمشقی کی کتاب ''الحدیث حجة بنفسه فی العقائد و الاحکام'' کا سلیس اردو ترجمہ ہے۔ ہندوستان میں ایک بڑا گروہ حدیث کے متعلق وہی نقطۂ نظر رکھتا ہے جس کی تردید علامہ البانی نے کی ہے۔ آپ نے قرآن و حدیث کے واضح اور صریح نصوص، نیز استدلالات علماء اور اقوال ائمہ وغیرہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ حدیث اگر صحیح سند سے ثابت ہے تو خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو حجت ہے۔ اس سلسلے میں یہ تفریق کہ وہ اعمال کے لئے حجت ہے اور عقائد کے لئے نہیں، بے دلیل باتیں ہیں۔

آپ نے حدیث کے بارے میں جس نقطۂ نظر کے اختیار کرنے سے اجتناب پر زور دیا ہے اس کی خرابیاں اور ہلاکت خیزیاں بھی ذکر کی ہیں۔ اس سلسلے میں تقلید اور اس سے پیدا شدہ صورت حال کا ذکر بھی آیا ہے۔ بہر حال اصل کتاب کے اندر جو ظاہری اور معنوی خوبیاں ہیں گو وہ مکمل طور پر ترجمہ میں نہ آسکی ہوں پھر بھی حتی المقدور ہر طرح کی خوبیوں کو ترجمے میں نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اردو خواں طبقہ بھی آپ کے اچھوتے طرز استدلال، دقیق طریقۂ استنتاج اور وقیع توضیحات سے کچھ نہ کچھ استفادہ کر سکے۔

میں نے اصل کتاب کے مقدمہ اور اس کے بعد دئے گئے حدیث سے متعلق کچھ اصطلاحات کا ترجمہ چھوڑ کر موضوع کتاب کے نفس مضمون کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری پہلی پیشکش قبول فرمائے، ہمیں خلوص سے نوازے اور ہم کو اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے اور دوسرے تمام لوگوں کو اس سے فائدہ پہونچائے۔

آمین یارب العالمین۔

بدر الزماں نیپالی

۱۳/ جون ۱۹۷۹ء مطابق ۱۶/ رجب ۱۳۹۹ھ

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی فصل

حدیث کی طرف مراجعت کا وجوب اور اس کی مخالفت کی حرمت

معزز بھائیو! صدر اول کے تمام مسلمانوں کا یہ متفق علیہ مسئلہ رہا ہے کہ حدیث نبوی (علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والسلام) ہر شعبۂ حیات میں شریعت اسلامی کا دوسرا اور آخری مرجع ہے۔ چاہے یہ شعبہ ان دیکھی اعتقادی چیزوں سے متعلق ہو یا عملی، سیاسی اور تربیتی احکام سے نیز کسی بھی چیز میں قیاس یا اجتہاد یا رائے سے اس کی مخالفت جائز نہیں۔ جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الرسالہ'' کے آخر میں فرمایا ہے: ''حدیث کی موجودگی میں قیاس جائز نہیں۔'' اسی جیسی بات متاخرین اصولیوں کے یہاں مشہور ہے کہ ''جب حدیث آجائے تو غور وفکر باطل'' اور ''جہاں نص ہو وہاں اجتہاد ہی نہیں'' اس سلسلے میں ان کا تکیہ قرآن اور حدیث پر ہے۔

قرآن کا حدیث رسول سے فیصلہ کرانے کا حکم

قرآن کریم کے اندر بہت سی آیتیں ہیں جن میں سے بعض کو بطور یاددہانی ابتدائے کتاب میں ذکر کرنے پر اکتفاء کررہا ہوں ''کیونکہ یاددہانی مومنوں کے لئے نفع بخش ہے۔''

۱- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً﴾ (الاحزاب/۳۶)

''جب اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کردیں تو کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے اپنے معاملہ میں کسی طرح کے اختیار استعمال کرنے کا حق باقی نہیں رہ جاتا، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلم کھلا گمراہ ہوا۔''

Www.IslamicBooks.Website

۲-اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یَآ أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ.﴾ (الحجرات/۱)

''اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے خود کو نہ بڑھاؤ اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

۳-اور فرمایا:

﴿قُلْ أَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ.﴾ (آل عمران/۳۲)

''(اے رسول!) کہہ دیجئے کہ تم لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اب اگر وہ پیٹھ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند بھی نہیں کرتا۔''

۴-نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَأَرْسَلْنَاکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلاً وَّکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْداً. مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَا أَرْسَلْنَاکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظاً.﴾ (النساء/۷۹-۸۰)

''ہم نے آپ کو پیغامبر بنا کر بھیجا ہے اس کی شہادت کے لئے اللہ کافی ہے۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جنھوں نے پیٹھ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان کا محافظ بنا کر نہیں بھیجا ہے۔''

۵-اور فرمایا:

﴿یَآ أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْآ أَطِیْعُوا اللّٰهَ وَأَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنْکُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِیْلاً.﴾ (النساء/۵۹)

''اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول اور اولی الامر (یعنی مسلمانوں کے امور کے نگراں) کی اطاعت کرو پھر اگر کسی چیز کے بارے میں جھگڑ بیٹھو تو اگر اللہ پر اور آخرت کے

Www.IslamicBooks.Website

دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، یہی صورت بہتر اور اچھے نتیجے والی ہے۔"

۶- اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ.﴾ (الانفال/۴۶)

"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو، جس کی وجہ سے تم کم ہمت ہو جاؤ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے اور صبر کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

۷- اور فرمایا:

﴿لاَ تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذاً فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.﴾ (النور/۶۳)

"تم اپنے درمیان رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو پکارتا ہے، اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو چھپ چھپا کر کھسکتے ہیں، جو لوگ رسول کے مشن کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرنا چاہئے کہ کوئی مصیبت ان کو آدبوچے یا دردناک عذاب ان کو آلے۔"

۸- اور فرمایا:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلاَغُ الْمُبِينُ.﴾ (المائدۃ/۹۲)

"اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور احتیاط کرتے رہو اگر کہیں تم نے پیٹھ پھیر لیا تو جان لو کہ ہمارے رسول پر کھلی ہوئی تبلیغ کی ذمہ داری ہے اور بس۔"

۹- اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ.﴾ (الانفال/۲۴)

Www.IslamicBooks.Website

''اے مومنو! تم اللہ کی بات کو اور رسول کی بات کو قبول کرو جب رسول تم کو ایسی چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں حیات نو عطا کرنے والی ہے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل رہتا ہے۔(یعنی توفیق چھین سکتا ہے) اور یہ بھی جان لو کہ تم کو اسی کے پاس اکٹھا کیا جائے گا۔''

۱۰-اور فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. وَمَنْ يَّعْصِ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيْهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ.﴾ (النساء/۱۳-۱۴)

''جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، وہ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامرانی ہے اور جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی سرحد سے آگے بڑھے گا وہ اسے آگ میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے''

۱۱-اور فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا إِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ أُمِرُوْٓا أَنْ يَّكْفُرُوْا بِهِ وَيُرِيْدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلَالاً م بَعِيْداً. وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُوْلِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْداً.﴾ (النساء/۶۰-۶۱)

''(اے محمد!) کیا آپ نے انھیں نہیں دیکھا جو کہتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے جو آپ پر نازل ہوا اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل ہوا، وہ چاہتے ہیں کہ طاغوت سے فیصلہ کرائیں، حالانکہ انھیں اس کے انکار کا حکم دیا گیا ہے۔ شیطان تو چاہتا ہی ہے کہ انھیں دور کی گمراہی میں ڈال دے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی نازل کردہ چیزوں کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے ڈھٹائی سے

Www.IslamicBooks.Website

روکتے اور رکتے ہیں۔"

۱۲-اور فرمایا:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَّقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ.﴾ (النور/۵۱-۵۲)

"جب مومنوں کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کی بات یہ ہوتی ہے کہ ہم نے سن لیا اور مان گئے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کا تقویٰ (دل میں) رکھتا ہے، تو یہی لوگ کامران ہیں۔"

۱۳-اور فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ.﴾ (الحشر/۷)

"اور رسول تمہیں جو کچھ بھی دیں اسے لے لو اور جس سے بھی روک دیں اس سے ہاتھ کھینچ لو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

۱۴-اور فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا.﴾ (الاحزاب/۲۱)

"تمہارے لئے اللہ کے رسول کے اندر بہترین نمونہ ہے، اس کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔"

۱۵-اور فرمایا:

﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ. مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحَىٰ.﴾ (النجم/۱-۴)

Www.IslamicBooks.Website

''قسم ہے ستارے کی جب وہ غائب ہو جائے، تمہارا ساتھی نہ تو گمراہ ہوا ہے اور نہ غلط راہ پر گیا ہے اور وہ اپنی خواہش سے بات بھی نہیں کرتا، وہ جو کچھ کہتا ہے وہ صرف وحی کی گئی ہوتی ہے۔''

۱۶- اور فرمایا:

﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ.﴾ (النحل/۴۴)

''ہم نے آپ پر قرآن اس لئے اتارا ہے تا کہ آپ لوگوں کے لئے اتاری گئی چیز کی توضیح فرمائیں اور تا کہ وہ لوگ غور وفکر کر سکیں۔''

اس کے علاوہ بھی اور بہت سی آیتیں ہیں۔

ہر چیز میں نبی ﷺ کی اتباع کی دعوت دینے والی حدیثیں

حدیث کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ ایسا موجود ہے جس سے ضروری قرار پاتا ہے کہ ہم اپنے تمام دینی امور میں نبی ﷺ کی عمومی اتباع کریں۔ چند ثابت شدہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیے:

۱- عن أبی هريرة رضی الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ''كل أمتى يدخلون الجنة الا من أبىٰ قالوا و من يأ بى؟ قال: من أطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد أبى'' (بخاری کتاب الاعتصام)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر وہ جس نے انکار کیا، لوگوں نے پوچھا کون ہے جو انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اسی نے انکار کیا۔

۲- عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال جاء ت ملائكة الى النبى صلى الله عليه وسلم وهو نائم فقال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين

Www.IslamicBooks.Website

نائمة والقلب يقظان فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلا فاضربوا له مثلا، فقالوا مثله كمثل رجل بنى دارا وجعل فيها مأدبة وبعث داعيا فمن أجاب الداعي دخل الدار و أكل من المأدبة ومن لم يجب الداعي لم يدخل الدار ولم يأكل من المأدبة فقالوا أولوها يفقهُها فقال بعضهم ان العين نائمة والقلب يقظان فقالوا فالدار الجنة والداعي محمد صلى الله عليه وسلم فمن أطاع محمدا صلى الله عليه وسلم فقد أطاع الله ومن عصى محمدا صلى الله عليه وسلم فقد عصى الله ومحمد صلى الله عليه وسلم فرق بين الناس. (بخاری کتاب الاعتصام)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس فرشتے آئے بحالیکہ آپ سو رہے تھے ان میں سے کسی نے کہا آپ سوتے ہیں، اور کسی نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے مگر دل بیدار ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ تمہارے اس ساتھی پر ایک مثال فٹ آتی ہے اس کے لئے مثال بیان کرو، ان لوگوں نے کہا کہ آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا پھر اس میں دسترخوان چن دیا۔ اور ایک بلانے والے کو بھیجا، جس نے اس کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں آیا اور اس نے دسترخوان سے کھایا اور جس نے اس کی دعوت قبول نہ کی وہ گھر میں آیا نہ دسترخوان سے کھایا، فرشتوں نے کہا کہ اس کی توضیح کرو تا کہ وہ اسے سمجھ سکیں ان میں سے کسی نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے دل بیدار ہے (یہ تو واضح چیز ہے) پھر انھوں نے کہا دیکھو! گھر تو جنت ہے اور داعی محمد ﷺ ہیں، اب جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ (مسلم اور کافر دونوں قسم کے) لوگوں کی چھنٹائی کرنے والے ہیں۔

۳- عن أبي موسىٰ رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إنما مثلي ومثل ما بعثني الله به كمثل رجل أتى قوما فقال ياقوم إني رأيت الجيش بعيني و إني أنا النذير العريان، فالنجاء النجاء فأطاعه طائفة من قومه فأدلجوا فانطلقوا علىٰ مهلهم فنجوا و كذبت طائفة منهم فأصبحوا مكانهم

Www.IslamicBooks.Website

فصبحهم الجيش فأهلكهم و اجتاحهم فذلك مثل من أطاعنى فاتبع ماجئت به ومثل من عصانى و كذب بما جئت به من الحق." (بخاری ومسلم)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میری مثال اوراس چیز کی مثال جسے دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس شخص جیسی ہے جو قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم! بیشک میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر کو دیکھا ہے اور بلا شبہ میں ننگا ڈرانے والا ہوں، لہٰذا بچو! بچو! اس پر اس کی قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات چل پڑے اور موقع پا کر نکل گئے اس طرح وہ بچ گئے اور ایک گروہ نے اس کو جھٹلا دیا اور اپنی ہی جگہ ٹھہرے رہے، لشکر نے صبح تڑکے ہی ان کو آلیا اور انھیں نیست و نابود کر دیا۔ یہی ہے مثال اس کی جس نے میری اطاعت کی اور جسے میں لایا ہوں اس کی پیروی کی۔ اوراس کی جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق بات میں لایا ہوں اس کی تکذیب کی۔

۴......عن أبى رافع رضى الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ألفين أحدكم متكئا على أريكته يأتيه الأ مر من أمرى مما أمرت به أو نهيت عنه فيقول لا أدرى ماوجدناه فى كتاب الله اتبعناه. (وإلافلا)

احمد، ابوداود، ترمذی تصحیح کے ساتھ ابن ماجه، طحاوی وغیرہ سند صحیح کے ساتھ۔

ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسہری پر ٹیک لگائے ہو اور اس کے پاس میری ان باتوں میں سے کوئی بات پہونچے جس کا میں نے حکم دیا، یا جس سے میں نے روکا ہے، تو وہ کہے مجھے نہیں معلوم! ہمیں تو قرآن میں جو ملتا ہے ہم اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ (ورنہ نہیں)

۵- عن المقدام بن معد يكرب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا إنى أوتيت القرآن ومثله معه ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه، و إن ماحرم رسول الله كما حرم الله ألا لا يحل لكم

Www.IslamicBooks.Website

الحمار الأ هلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطة معاهد إلا أن یستغنی عنها صاحبها ومن نزل بقوم فعلیهم أن یقروه فان لم یقروه فله أن یعقبهم بمثل قراه.

(ابو داود، ترمذی، حاکم تصحیح کے ساتھ، احمد سند صحیح کے ساتھ۔)

مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! میں قرآن دیا گیا ہوں اور اسی کے ساتھ اسی جیسی ایک اور چیز۔ خبردار! قریب ہے کہ ایک ایسا آسودہ شخص اپنی مسہری پر ہوگا جو کہتا ہوگا۔ (لوگو!) اس قرآن کو لازم پکڑو، جو اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ (آپ فرماتے ہیں) لوگو! حالانکہ جسے رسول اللہ نے حرام کردیا وہ ویسے ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کیا! خبردار! گھریلو گدھا تمہارے لئے حلال نہیں ہے، نہ جنگلی جانوروں میں سے کوئی درندہ۔ اور نہ کسی بھی معاہد کی کوئی گری پڑی چیز الا یہ کہ کوئی معمولی سی چیز ہو۔ اور جو کسی قوم کے یہاں اترے تو اس قوم کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ضیافت کریں اگر وہ اس کی ضیافت نہ کریں تو اس کے لئے جائز ہے کہ اپنی مہمانی کے مثل ان سے بدلہ لے لے۔

۶- عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدهما (ما تمسکتم بهما) کتاب الله وسنتی و لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض.

(مالک مرسلا، حاکم مسندا تصحیح کے ساتھ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں ان دونوں کے بعد (جب تک تم انھیں تھامے رہو گے) کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے (وہ دونوں چیزیں یہ ہیں) اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ دونوں باہم جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کے پاس آئیں گے۔

Www.IslamicBooks.Website

مندرجہ بالا نصوص کا خلاصۂ استدلال

ان آیات و احادیث کے اندر کچھ نہایت اہم چیزیں ہیں جن کو مجملاً یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱- اللہ کے فیصلے اور رسول کے فیصلے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان میں سے کسی کی مخالفت کا اختیار کسی بھی مومن کو نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرح ہے اور یہ کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

۲- رسول اللہ ﷺ کے آگے اپنے آپ کو بڑھانا جائز نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے آگے اپنے آپ کو بڑھانا جائز نہیں اور یہ (اپنے آپ کو آگے بڑھانا) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی سنت کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ امام ابن قیم اعلام الموقعین (۱/ ۵۸) میں سورہ حجرات کی پہلی آیت ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.﴾ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یعنی تم لوگ کہو نہ حتی کہ آپ کہہ دیں تم حکم نہ دو حتی کہ آپ حکم دے دیں تم فتویٰ نہ دو حتی کہ آپ فتویٰ دے دیں، اور تم کسی چیز کے بارے میں قطعی فیصلہ نہ کرو حتی کہ آپ ہی اس چیز کا فیصلہ کریں اور اسے نافذ کریں۔

۳- رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے منھ موڑنا کافروں کا شیوہ ہے۔

۴- رسول اللہ ﷺ کا فرماں بردار اللہ کا فرماں بردار ہے۔

۵- دین کے کسی بھی معاملے میں اختلاف اور نزاع کے وقت اللہ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کی طرف مراجعت کرنا ضروری ہے۔ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین (۱/ ۵۴) میں فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور فعل کو دہرایا (یعنی اطیعوا الرّسول کہا) تو یہ بتانے کے لئے کہ رسول کی اطاعت بنفسہ اس کے بغیر واجب ہے

Www.IslamicBooks.Website

کہ آپ کے اوامر کو پہلے کتاب پر پیش کیا جائے (پھر اگر وہ اس پر پورے اتریں تو اطاعت کی جائے ورنہ نہیں۔) بلکہ جب آپ حکم دیں تو اس کی اطاعت مطلقاً واجب ہے، خواہ قرآن میں اس کا حکم موجود ہو یا نہ ہو، کیوں کہ آپ کو کتاب اللہ اور اس کے ساتھ ہی اسی جیسی ایک اور چیز (جسے حدیث کہا جاتا ہے) دی گئی ہے۔ دیکھو اللہ نے اولی الامر (مسلمانوں کے معاملات کے نگراں) کی اطاعت کو مستقلاً تسلیم کرنے کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ فعل کو حذف کر دیا اور اولی الامر کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کے ضمن میں رکھا۔

علماء کے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنا اس کی کتاب کی طرف رجوع کرنا ہے اور رسول کی طرف رجوع کرنا ان کی زندگی میں تو انھیں کی طرف رجوع کرنا ہے اور ان کی وفات کے بعد ان کی سنت کی طرف رجوع کرنا ہے اور یہ بھی متفق علیہ بات ہے کہ ایسا کرنا ایمان کی شرائط میں سے ایک ہے۔

۶- باہمی اختلاف سے چھٹکارا پانے کے لئے سنت کی طرف مراجعت کو ترک کر کے جھگڑے اور اختلاف ہی پر خوش رہنا شریعت کی نظر میں مسلمانوں کی تمام کوششوں میں ناکامی اور ان کی قوت وطاقت اور شان وشوکت ختم ہو جانے کا ایک اہم سبب ہے۔

۷- رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے بچنا چاہئے کیوں کہ اس مخالفت کا انجام دنیا اور آخرت دونوں میں برا ہے۔

۸- رسول اللہ ﷺ کے مشن اور حکم کی مخالفت کرنے والے دنیا میں مصیبت اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔

۹- رسول اللہ ﷺ کا حکم اور آپ کی دعوت قبول کرنی واجب ہے۔ اور یہ خوشگوار زندگی اور دنیوی واخروی سعادت کا سبب ہے۔

۱۰- نبی ﷺ کی اطاعت دخول جنت اور عظیم کامرانی کا سبب ہے اور آپ کی نافرمانی اور آپ کے متعین کردہ حدود سے تجاوز جہنم اور رسوا کن عذاب میں دخول کا موجب ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

۱۱- جو منافقین اسلام ظاہر کرتے اور کفر چھپائے رکھتے ہیں ان کی خاصیت یہ ہے کہ جب انھیں رسول اور رسول کی سنت سے فیصلہ کرانے کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو وہ اسے قبول نہیں کرتے بلکہ اس سے لوگوں کو روکتے اور خود رکتے ہیں۔

۱۲- مومنین منافقین کی طرح نہیں ہیں کیونکہ جب انھیں رسول سے فیصلہ کرانے کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں اور بزبان حال اور بزبان قال کہتے ہیں ''ہم نے سنا اور مان لیا'' اس کے ذریعہ وہ جناتِ نعیم کو پاکر کامران اور کامیاب ہوں گے۔

۱۳- رسول اللہ ﷺ جس چیز کا بھی حکم دیں اس کی اتباع ہم پر اسی طرح ضروری ہے جس طرح یہ کہ جس چیز سے بھی روکیں اس سے رک جائیں۔

۱۴- نبی ﷺ دین کے ہر معاملے میں ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں۔ اگر ہم اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔

۱۵- جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلے اگر اس کا تعلق دین سے اور ایسے غیبی امور سے ہے جسے عقل سے جانا جا سکتا ہے نہ تجربہ سے، تو وہ اللہ کی طرف سے ایسی وحی ہے جہاں باطل کا کوئی گزر نہیں۔

۱۶- نبی ﷺ پر جو قرآن نازل ہوا ہے آپ کی سنت اس کی شرح ہے۔

۱۷- قرآن سنت سے بے نیاز نہیں کرتا بلکہ سنت کی اطاعت اور پیروی قرآن ہی کی طرح لازم اور ضروری ہے۔ جو شخص قرآن کو لے کر سنت سے خود کو بے نیاز کر لے وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مخالف اور آپ کا نافرمان ہے۔ اس طرح وہ مندرجہ بالا آیات کا بھی مخالف ہے۔

۱۸- رسول اللہ ﷺ نے جسے حرام کر دیا وہ ٹھیک اسی طرح حرام ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جسے رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا ہے اور وہ قرآن میں نہیں ہے اس کی ٹھیک وہی حیثیت ہے جو اس کی اس وقت مانی جاتی جب قرآن میں مذکور ہوتی کیوں کہ آپ کا یہ فرمان ''ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه.'' (خبردار میں قرآن دیا گیا

Www.IslamicBooks.Website

ہوں اور اسی جیسی چیز اس کے ساتھ اور) عمومی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۹- گمراہی اور ضلالت سے بچنا صرف قرآن وحدیث سے تمسک ہی پر منحصر ہے۔ یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کے درمیان تفریق قطعاً جائز نہیں ہے۔

عقائد اور احکام کے اندر سنت کی اتباع ہر زمانے میں لازم ہے

محترم بھائیو! کتاب وسنت کی مندرجہ بالا نصوص جہاں قطعیت کے ساتھ یہ بتاتی ہیں کہ سنت کی پیروی ہر اس چیز میں مطلقاً واجب ہے جسے نبی ﷺ لائے نیز یہ کہ اگر کوئی سنت سے فیصلہ کرانے اور اس کے تابع ہونے پر راضی نہ ہو تو وہ مومن ہی نہیں۔ وہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کراؤں کہ یہ نصوص اپنی عمومیت اور اطلاق کی وجہ سے دوسری دو اہم چیزوں کو بھی بتاتی ہیں۔

اوّل: - یہ کہ ان نصوص کا حکم ان تمام لوگوں کو شامل ہے جن کو یہ دعوت قیامت تک پہونچے۔ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اس قول سے صاف ظاہر ہے۔

﴿لأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ.﴾ (الانعام/۱۹)

''تا کہ میں تم کو اس کے ذریعہ ڈراؤں اور ان کو بھی جنھیں یہ بات پہونچے۔''

اور ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيراً وَّنَذِيراً.﴾ (سبا/۲۸)

''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث کی تفسیر اس طرح کی ہے۔

وكان النبی يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس كافة. (متفق علیہ)

''پہلے، نبی، خاص اپنی قوم کے پاس بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔''

اور فرمایا:

Www.IslamicBooks.Website

والذی نفسی بیدہ لایسمع بی رجل من ھٰذہ الأمة ولا یھودی ولا نصرانی ثم لم یؤمن بی إلا کان من أھل النّار. (مسلم، ابن مندہ وغیرہ (الصحیحة-۱۵۷))

''اللہ کی قسم کوئی یہودی یا نصرانی یا اس امت کا کوئی اور آدمی اگر میرے بارے میں سنے گا اور مجھ پر ایمان نہیں لائے گا، تو وہ جہنمی ہوگا۔''

دوم: - یہ کہ ان نصوص کا حکم دین کے تمام امور کو شامل ہے خواہ وہ چیز علمی عقیدہ ہو یا عملی حکم یا اس کے سوا اور کوئی چیز، چنانچہ جب ہر صحابی پر یہ چیز واجب تھی کہ وہ ہر اس چیز پر ایمان لائے جو اس کو نبی ﷺ سے یا کسی دوسرے صحابی کے واسطے سے پہونچے تو ٹھیک اسی طرح سے تابعی پر بھی ایمان لانا واجب تھا جب اسے کوئی چیز صحابی کے واسطے سے معلوم ہو۔

جب صحابی کے لئے یہ چیز جائز نہیں تھی کہ وہ نبی ﷺ کی حدیث جو عقیدے کے سلسلے کی ہے، محض اس دلیل کی بنیاد پر رد کر دے کہ وہ خبرِ واحد ہے اور اسے اس جیسے ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو صحابی کے بعد آنے والوں کے لئے بھی اس دلیل سے حدیث کا رد کرنا جائز نہیں ہوگا، جب تک یہ معلوم ہو کہ اس حدیث کا بیان کرنے والا ثقہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ چیز قیامت تک کے لئے مستمر ہونی چاہئے۔ ویسے یہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانے میں اسی طرح تھی بھی، چنانچہ امام شافعی سے اس سلسلے کی تصریح آگے آرہی ہے۔

متاخرین کا سنت کو حَکَم بنانے کے بجائے خود اس کا حاکم بن جانا

پھر صحابہ اور تابعین کے بعد کچھ ایسے نااہل آئے جو سنت نبویہ کو چند ایسے اصول و قواعد کی بنیاد پر چھوڑ بیٹھے جنھیں کچھ متکلمین، اصولیین اور فقہائے مقلدین نے وضع کیا تھا۔ جس کا نتیجہ الغاء سنت اور اہمال حدیث کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اس طرح احادیث کے ایک بڑے ذخیرے میں شک وشبہ پیدا ہوگیا اور اس کا ایک خاصا حصہ ان اصولوں کے خلاف ہونے کے ناطے متروک قرار پا گیا۔ اب ان لوگوں کے نزدیک مفہوم ہی الٹا ہوگیا، چہ جائے کہ وہ قواعد کو سنت پر پیش کرتے اور حدیث کو حکم مانتے، انھوں نے معاملہ ہی الٹ دیا اور سنت

Www.IslamicBooks.Website

کو اپنے قواعد و اصول پر پیش کیا۔ روایت ان کے اصولوں پر پوری اتری تو اسے قبول کرلیا ورنہ رد کردیا۔ یہی سبب ہے کہ مسلمانوں اور نبی ﷺ کے درمیان رابطہ کلیۃً منقطع ہوگیا اور اس طرح لوگ نبی ﷺ کے عقیدہ، سیرت، عبادت، صیام، قیام، حج، احکام اور فتاویٰ سے لاعلم ہوگئے۔ اب ان چیزوں میں کسی کے متعلق کچھ پوچھا جائے تو اس کا جواب یا تو ضعیف حدیث سے دیتے ہیں یا ایسی حدیث سے جس کی کوئی اصل نہیں یا کوئی خاص مذہب جواب میں پیش کرتے ہیں۔ اگر اتفاق سے وہ صحیح حدیث کے خلاف ہو، اور انھیں توجہ دلائی جائے تو وہ کچھ نہیں سنتے۔ اور کچھ ایسے شکوک وشبہات کی بنیاد پر صحیح حدیث کی طرف رجوع نہیں کرتے جن کے بیان کا یہ موقع نہیں۔

یہ سب کچھ انھیں اصول وقواعد کی وجہ سے ہے جن کی طرف اشارہ کیا گیا، ان میں سے بعض کو ان شاء اللہ آگے بیان کیا جائے گا۔ یہ وباء اس قدر عام ہوگئی ہے کہ تمام اسلامی ممالک، علمی رسائل ومجلّات اور تمام دینی کتابوں کو اس نے اپنی زد میں لے لیا ہے۔ شاذ ونادر ہی کوئی چیز محفوظ ہوگی، کتاب وسنت کے مطابق فتویٰ دینے والا آپ معدودے چند افراد کو پائیں گے جو یکہ وتنہا ہوں گے۔ جمہور مفتیان مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کے اوپر اعتماد کرتے ہیں اور بزعم خویش اگر کوئی مصلحت پیش آگئی تو دوسرے مذہب میں بھی پھاند جاتے ہیں۔ حدیث تو ان کے یہاں قطعاً نسیاً منسیاً ہوگئی ہے الا یہ کہ اس پر عمل کرنے کی کوئی مصلحت معلوم پڑے جیسا کہ بعضوں نے طلاق کے سلسلے میں ابن عباس کی روایت میں تین کے لفظ کے ساتھ وارد روایت پر کیا۔ جس میں ہے کہ وہ (تین طلاق) نبی ﷺ کے زمانے میں ایک تھی۔ ان لوگوں نے اب اسے ایک مرجوح مذہب کا مقام دے دیا ہے۔ جب کہ وہ یہ اصول گھڑنے سے پہلے اس حدیث کی شد ومد سے مخالفت کرتے اور اس کی طرف بلانے والوں سے لڑائیاں کرتے تھے۔

Www.IslamicBooks.Website

متأخرین کے یہاں حدیث کی بیچارگی

اس زمانے میں حدیث کی لاچاری اور اجنبیت اور اہل علم اور اہل فتویٰ کی جہالت پر ایک دلیل وہ جواب ہے جسے ایک مقبول اسلامی پرچے نے اس سوال پر دیا ہے کہ حیوانات کو دوبارہ اٹھایا جائے گا؟ جواب کے الفاظ یہ ہیں ''امام آلوسی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ ''اس (یعنی قیامت کے روز حیوانات کے اٹھائے جانے) کے بارے میں قرآن کی کوئی ایسی تصریح ہے نہ کوئی قابل اعتماد حدیث جو ثقلین (انسان وجنات) کے سوا دیگر وحشیوں اور چڑیوں وغیرہ حیوانات کے اکٹھا کیے جانے پر دلالت کرتی ہو۔

یہی وہ دلیل ہے جس کا سہارا مجیب نے لیا ہے۔ یہ نہایت عجیب چیز ہے۔ اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اہل علم نے علمِ حدیث سے کس وسیع پیمانے پر بے اعتنائی برتی ہے غیر اہل علم کو تو چھوڑیئے (واقعہ یہ ہے) کہ اس سلسلے میں ایک سے زائد حدیثیں ثابت ہیں جن میں تصریح موجود ہے کہ حیوانات کو اٹھایا جائے گا۔ اور ایک سے دوسرے کا قصاص دلایا جائے گا۔ اسی سے متعلق صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے:

''لتؤدن الحقوق إلى أهلها حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء.''

البتہ حق والوں کو حق ضرور دلایا جائے گا یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔

عبداللہ بن عمرو وغیرہ سے ثابت ہے کہ کافر جب اس قصاص کو دیکھے گا تو کہے گا:

﴿يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَاباً﴾ (النباء/۴۰) ''اے کاش! میں مٹی ہو جاتا۔

متأخرین کے وہ اصول جن کی وجہ سے حدیثیں متروک ہوئیں

وہ کون سے اصول وقواعد ہیں جن کو متأخرین نے وضع کیا اور جن کی وجہ سے لوگ

Www.IslamicBooks.Website

حدیثوں کا پڑھنا پڑھانا اور ان پر عمل کرنا ترک کر بیٹھے۔ اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ ان اصولوں کا حصر مندرجہ ذیل چیزوں میں ممکن ہے۔

اوّل: – بعض متکلمین کا یہ قول کہ حدیث آحاد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ آج کے بعض مبلغین اسلام نے تو اس کی تصریح کی ہے کہ آحاد کو عقیدہ کی بنیاد بنانا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

دوم: – بعض وہ قواعد جنھیں کچھ رائج مذاہب نے اپنے اصول میں بنیادی حیثیت دے لی ہے۔ میرے سامنے اس وقت یہ چند چیزیں ہیں۔

(الف) قیاس کو خبرِ واحد پر مقدم کرنا۔ (الاعلام ۱/ ۳۲۷، ۳۰۰، شرح المنار ص ۶۲۳)

(ب) اگر خبر واحد اصول کے مخالف ہو تو اسے رد کر دینا۔ (الاعلام ۱/ ۳۲۹، شرح المنار ص ۶۴۶)

(ج) اس حدیث کا رد کر دینا جس میں نص قرآنی سے زائد کوئی حکم آیا ہوا ہو، محض اس دعویٰ کی بنیاد پر کہ نص قرآنی حدیث کے لئے ناسخ ہے مگر حدیث قرآن کے لئے ناسخ نہیں ہے۔ (شرح المنار ۶۴۷، الاحکام ۲-۶۶)

(د) تعارض کے وقت عام کو خاص پر مقدم کر دینا یا خبر واحد کے ذریعہ عموم قرآنی کی تخصیص کا جائز نہ ہونا۔ (شرح المنار ص ۲۸۹-۲۹۴، ارشاد الفحول ۱۳۸-۱۳۹، ۱۴۳-۱۴۴)

(ہ) اہل مدینہ کا عمل، صحیح حدیث پر مقدم کر دینا۔

سوم: – تقلید کرنا اور اسی کو مذہب اور دین بنالینا۔

☆☆☆

Www.IslamicBooks.Website

دوسری فصل

حدیث پر قیاس وغیرہ کی تقدیم کا بُطلان

صحیح حدیث کا قیاس یا اس کے علاوہ اوپر ذکر کیے گئے قواعد میں سے کسی کے ذریعہ رد کرنا، اسی طرح اہل مدینہ کی مخالفت کی وجہ سے صحیح حدیث کا رد کر دینا، مندرجہ بالا ان آیات و احادیث کی صریح مخالفت ہے جن کا فیصلہ یہ ہے کہ اختلاف ونزاع کے وقت قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ جو قواعد ہم ذکر کر آئے ہیں ان جیسے قواعد سے حدیث کا رد کرنا اہل علم کا متفق علیہ اصول نہیں ہے بلکہ جمہور علماء ان اصولوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور قرآن وحدیث کی اتباع کرتے ہوئے صحیح حدیثوں کو ان اصولوں پر مقدم رکھتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو جب کہ حدیث پر عمل کرنا واجب ہے گو حدیث کے خلاف لوگوں کے اتفاق کا گمان ہو یا یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کسی نے اس حدیث پر عمل بھی کیا ہے۔ امام شافعی "الرسالہ" (ص ۴۲۳/۱۶۴) میں فرماتے ہیں: حدیث جس وقت بھی ثابت ہو اسی وقت اس کو قبول کرنا واجب ہے گو اس کے مطابق کسی امام کا عمل نہ ہوا ۔ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین (۱/۳۲-۳۳) میں کہتے ہیں امام احمد صحیح حدیث پر کسی عمل، رائے، قیاس اور کسی کے قول کو مقدم کرتے تھے، نہ مخالف کے علم کو ہی مقدم کرتے تھے جسے بہت سے لوگ اجماع کا نام دیتے اور صحیح حدیث پر مقدم کرتے ہیں، امام احمد نے ان لوگوں کی تکذیب کی ہے جنھوں نے اس طرح کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے انھوں نے ثابت شدہ حدیث پر ایسے اجماع کو مقدم کرنا جائز نہیں قرار دیا۔ اسی طرح امام شافعی نے بھی رسالہ جدیدہ میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ جس چیز کے بارے میں کوئی مخالف معلوم نہ ہو اس کو اجماع نہیں کہتے۔ امام احمد اور دوسرے ائمہ محدثین کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی صریح حدیثیں اس سے کہیں بلند فروتر ہیں کہ ان پر یہ لوگ اجماع کے وہم کو مقدم کر دیں۔ جس اجماع کی کل پونجی یہ ہوتی ہے کہ مخالف معلوم نہیں ہے

Www.IslamicBooks.Website

اگر ایسا کرنا جائز ہو جاتا تو تمام نصوص بیکار ہو جاتیں اور ہر اس شخص کے لئے جو کسی مسئلہ کے اندر مخالف نہیں جانتا یہ جائز ہو جاتا کہ وہ مخالف کی لاعلمی ہی کو نصوص پر مقدم کردے۔

ابن القیم نیز فرماتے ہیں: (۳/۴۶۴/۴۶۵)

''سلف صالحین اس شخص پر سخت نکیر کرتے اور غصہ ہوتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابل میں رائے، قیاس، استحسان یا کسی کا قول پیش کرے، وہ شخص خواہ کوئی بھی ہو وہ ایسا کرنے والے کو برا بھلا کہتے تھے اور اس شخص پر نکیر کرتے تھے جو اس کے لئے ادھر ادھر کی مثالیں پیش کرے۔ وہ انقیاد وتسلیم اور سمع وطاعت کے ذریعہ قبول کرنے کے علاوہ کچھ بھی جائز نہیں قرار دیتے تھے۔ حدیث قبول کرنے میں اس وقت تک توقف کرنے کا وہم وخیال بھی ان کے دلوں پر نہیں گزرتا تھا جب تک اس حدیث کے لئے کسی کا عمل یا قیاس بطور شاہد مل جائے یا زید وبکر کا قول اس کے موافق ہو جائے، وہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرنے والے تھے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ.﴾ (الأحزاب/۳٦)

''جب اللہ اور اس کے رسول نے کسی چیز کا فیصلہ کر دیا۔ تو کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے اپنے معاملہ میں کسی طرح کا اختیار استعمال کرنے کا حق باقی نہیں رہ جاتا۔''

اس سلسلے کی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں۔

اب ہم ایسے زمانے میں آچکے ہیں کہ جب کسی سے کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے ایسا اور ایسا فرمایا ہے تو وہ حدیث کو ٹھکراتے ہوئے کہتا ہے یہ کس کا قول ہے؟ وہ اس سلسلے کی اپنی لاعلمی کو مخالفت حدیث اور ترکِ عمل بالحدیث کے لئے حجت بناتا ہے۔ اگر وہ اپنے تئیں سوچتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کی یہ بات حد درجہ باطل اور لغو ہے۔ اور اس کے لئے اپنی اس جیسی جہالت کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو رد کر دینا جائز نہیں، اس کی لاعلمی کا عذر تو اور زیادہ قبیح ہے۔ کیوں کہ اس کو یقین ہے کہ اس سنت کے خلاف اجماع ہو چکا ہے، جو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بدگمانی ہے۔ کیونکہ وہ ان کی طرف منسوب کر رہا ہے کہ

Www.IslamicBooks.Website

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت پر اتفاق کر لیا ہے۔ دعوۂ اجماع کا عذر تو اور بھی زیادہ قبیح ہے۔ یہ تو حدیث کے مطابق جن بزرگوں کا قول ہے ان کے بارے میں اس کی جہالت اور لاعلمی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حدیث پر اپنی جہالت کو مقدم کر رہا ہے۔ اللہ ہی مددگار ہے۔"

میں کہتا ہوں: یہ تو اس شخص کی بات ہے جو حدیث کی مخالفت اس خیال سے کر رہا ہے کہ علماء اس کے خلاف پر متفق ہیں۔ اس شخص کو کیا کہا جائے جو یہ جانتا ہو کہ بہت سے علماء کا قول اس کے مطابق ہے اور جن جن لوگوں نے اس حدیث کی مخالفت کی ہے ان کے پاس مذکورہ بالا اصول وقواعد یا تقلید جس کا ذکر چوتھی فصل میں آرہا ہے کے سوا کوئی دلیل نہیں ہے۔

حدیث پر اصول اور قیاس کو مقدم کرنے کی غلطی کا سبب

میری نظر میں حدیث پر مذکورہ بالا قواعد کو مقدم کرنے کی غلطی کی بنیاد ایک طرف تو حدیث کو ایسے درجہ میں رکھنے کا نظریہ ہے جو اس درجہ سے نیچے ہے جس کے اندر اسے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے ثبوت کے سلسلہ میں ان کا شبہ ہے، ورنہ حدیث پر قیاس کو مقدم کرنا ان کے لئے یہ جانتے ہوئے کیوں کر جائز ہوتا کہ قیاس، رائے اور اجتہاد کی بنیاد پر قائم ہے۔ اور یہ جیسا کہ معلوم ہے معرض خطا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے بوقت ضرورت ہی کام لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ امام شافعی کے قول میں گزر چکا ہے کہ حدیث کی موجودگی میں قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ جاننے کے باوجود کہ انھیں بوقت نزاع حدیث ہی کو حَکَم بنانے کا حُکم دیا گیا ہے جیسا کہ گزر چکا، ان کے لئے کسی شہر کے باشندوں کا عمل، حدیث پر مقدم کرنا کیسے جائز ہوتا؟ امام سبکی نے ایسے معین مذہب اختیار کرنے والے کے بارے میں جو حدیث پا کر اسے اپنا مذہب نہ بناتا ہو اور نہ اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور کو اس کا قائل ہی پاتا ہو۔ کیا خوب کہا ہے: "حدیث کی اتباع میرے نزدیک اولیٰ اور افضل ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا تصور کرے اور اسی حالت میں اس نے یہ حدیث آپ سے سنی ہو، کیا اس پر اسے تھوڑی دیر بھی عمل نہ کرنے کی گنجائش ہوگی۔ نہیں۔ واللہ نہیں۔ بہر حال ہر ایک

Www.IslamicBooks.Website

آدمی اپنی سمجھ کے بقدر مکلف ہے۔" (رسالہ) "معنی قول الامام المطلبی: اذا صح الحدیث فھو مذھبی." (ص ۲-۱، ج ۳، مجموعۃ الرسائل المیزیۃ)

میں کہتا ہوں اس سے میری مذکورہ بالا بات کی تائید ہوتی ہے کہ حدیث میں شبہ ان چیزوں میں سے ایک ہے جس کی وجہ سے ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی ورنہ اگر وہ لوگ یہ جانتے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو وہ ان قاعدوں اور اصولوں کو بنانے کے لئے زبان نہ کھولتے چہ جائیکہ ان اصولوں کو فٹ کرتے اور ان کی بنیاد پر سیکڑوں ثابت حدیثوں کی مخالفت کرتے، جبکہ ان کے پاس رائے، قیاس اور ایک ایسی جماعت کے عمل کی پیروی کے سوا کوئی سند موجود نہیں جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں۔ صحیح عمل تو وہ ہے جو سنت کے موافق ہو اس پر زیادتی دین کے اندر زیادتی ہے اور اس میں کمی دین کے اندر کمی ہے۔

علامہ ابن القیم نے مذکورہ زیادتی اور کمی کی توضیح کرتے ہوئے کہا ہے۔ (۲۹۹/۱)

"پہلا قیاس ہے اور دوسرا باطل تخصیص اور دونوں چیزیں دین سے نہیں ہیں۔ جو شخص نصوص سے واقفیت نہیں رکھتا وہ کبھی نص کے اندر ایسی چیز بڑھا دیتا ہے جو اس میں نہیں ہے اور کہتا ہے یہ قیاس ہے۔ کبھی اس کو کم کر دیتا ہے جس کا تقاضا نص کرتی ہے اور اسے اس نص کے حکم سے خارج کر دیتا ہے اور کہتا ہے یہ تخصیص ہے، کبھی نص کو بالکلیہ چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے اس پر عمل نہیں، یا کہتا ہے یہ خلاف قیاس ہے یا خلاف اصول ہے۔ (آپ فرماتے ہیں) ہم دیکھتے ہیں کہ قیاس کے اندر آدمی جتنا ہی غلو کرتا ہے اس کی سنت کی مخالفت اتنی ہی شدید ہو جاتی ہے۔ حدیثوں اور سنتوں کی مخالفت صرف اصحاب رائے اور ارباب قیاس ہی کے یہاں ہم دیکھتے ہیں۔ اللہ کی پناہ کتنی ہی صحیح اور صریح حدیثیں اسی وجہ سے متروک ہو گئیں اور کتنے ہی آثار ہیں جن کا حکم اسی سبب سے ختم ہو گیا۔ اہل رائے اور اہل قیاس کے یہاں حدیثیں اور سنتیں اپنی چھتوں کے بل الٹی پڑی ہیں۔ ان کے احکام متروک ہیں ان کی حکمرانی اور ولایت معزول ہے۔ نام ان کا ہے اور حکم غیروں کا چلتا ہے۔ سکہ اور خطبہ ان کا چلتا ہے اور امر و نہی غیروں کے چلتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ حدیثیں متروک کیوں کر ہوئیں؟"

Www.IslamicBooks.Website

احادیث صحیحہ کی چند مثالیں جن کی مخالفت مذکورہ بالا اصولوں کی بنیاد پر کی گئی

(۱) ابتداءً باری تقسیم کرنے کی حدیث، اور یہ کہ بیوی اگر باکرہ ہو تو اسے سات رات کا اور اگر ثیبہ ہو تو تین رات کا حق عقد ہوتا ہے۔ اس کے بعد تمام بیویوں کے لئے برابر برابر باری متعین کر دی جائے گی۔

(۲) غیر شادی شدہ زانی کی جلاوطنی والی حدیث

(۳) حج میں شرط لگانے اور شرط لگا کر حلال ہو جانے کے جواز والی حدیث۔

(۴) جوربین (موزوں) پر مسح والی حدیث۔

(۵) ابو ہریرہ اور معاویہ بن حکم کی اس سلسلے کی حدیث کہ بھول جانے والے اور نہ جاننے والے کا بول دینا صلاۃ کو باطل نہیں کرتا۔

(۶) اس شخص کے صلاۃ مکمل کرنے کی حدیث جس نے فجر کی ایک رکعت ادا کی اور سورج نکل آیا۔

(۷) بھول کر کھا لینے والے کے لئے صوم پورا کرنے والی حدیث۔

(۸) میت کی طرف سے صوم رکھنے کی حدیث۔

(۹) ایسے مریض کی طرف سے حج کرنے کی حدیث جو شفا پانے سے مایوس ہو چکا ہے۔

(۱۰) شاہد مع الیمین کے ساتھ فیصلہ کرنے کی حدیث۔

(۱۱) ربع دینار میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی حدیث۔

(۱۲) اس شخص کا مال ضبط کر لینے اور گردن مار دینے کی حدیث جس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی ہو۔

(۱۳) مومن کو کافر کے بدلہ نہ قتل کئے جانے کی حدیث۔

Www.IslamicBooks.Website

(۱۴) محلِّل (حلالہ کرنے والا) اور محلّل لہٗ (جس کے لئے حلالہ کرایا جائے) پر لعنت الٰہی کی حدیث۔

(۱۵) بغیر ولی، نکاح کے عدم جواز کی حدیث۔

(۱۶) تین طلاق دی گئی عورت کو سکنیٰ (گھر) اور نفقہ (خرچ) نہ دینے کی حدیث۔

(۱۷) بیوی کو مہر دینے کی حدیث چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو۔

(۱۸) گھوڑے کے گوشت کی حلت والی حدیث

(۱۹) ہر مسکر۔ (نشہ پیدا کرنے والی چیز جس سے عقل کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے) کی حرمت والی حدیث۔

(۲۰) پانچ وسق (لگ بھگ ساڑھے سات کنٹل) سے کم میں زکوٰۃ فرض نہ ہونے والی حدیث۔

(۲۱) مزارعہ اور مساقاۃ (بٹائی پر کھیت اور باغ دینے) والی حدیث۔

(۲۲) یہ حدیث کہ جنین کا ذبح ماں کا ذبح ہے۔

(۲۳) رہن (کے جانور) پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دوہنے والی حدیث۔

(۲۴) شراب کو سرکہ بنانے کی ممانعت والی حدیث۔

(۲۵) (رضاعت کے باب میں عورت کی پستان کو بچے کے) ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنے سے حرمت نہ ثابت ہونے والی حدیث۔

(۲۶) یہ حدیث کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔

(۲۷) اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کی حدیث۔

(۲۸) عمامہ پر مسح کرنے کی حدیث۔

(۲۹) صف کے پیچھے اکیلے صلاۃ پڑھنے والے کے لئے صلاۃ لوٹانے کی حدیث۔

(۳۰) جمعہ کے دن امام کے خطبہ کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے تحیۃ المسجد پڑھنے والی حدیث۔

Www.IslamicBooks.Website

(۳۱) صلاۃ جنازہ غائبانہ والی حدیث۔

(۳۲) صلاۃ میں زور سے آمین کہنے والی حدیث۔

(۳۳) یہ حدیث کہ باپ کا اپنے بیٹے کو ہبہ کر کے واپس لے لینا جائز ہے۔ دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۳۴) زوال کے بعد عید کا دن معلوم ہونے پر اگلے دن عید کے لئے نکلنے والی حدیث،

(۳۵) طفل شیر خوار (یعنی ایسا دودھ پینے والا لڑکا جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو) کے پیشاب پر چھینٹا مارنے والی حدیث۔

(۳۶) قبر پر صلاۃ جنازہ پڑھنے کی حدیث۔

(۳۷) جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ بیچنے اور اس پر مدینہ تک سوار ہو کر آنے کی شرط والی حدیث۔

(۳۸) درندوں کے چمڑے استعمال کرنے کی ممانعت والی حدیث۔

(۳۹) یہ حدیث کہ کوئی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں میخ گاڑنے سے نہ روکے۔

(۴۰) یہ حدیث کہ جب کوئی مسلمان ہو اور اس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں تو دونوں میں سے جسے چاہے پسند کر لے۔

(۴۱) سواری پر وتر پڑھنے والی حدیث۔

(۴۲) درندوں میں سے ہر ذی ناب (دانت سے پھاڑنے والے) کی حرمت والی حدیث

(۴۳) یہ حدیث کہ صلاۃ میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔(۱)

(۴۴) یہ حدیث کہ ایسی صلاۃ نہیں ہوتی جس میں مصلی رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرتا ہو۔

(۴۵) صلاۃ میں رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانے والی حدیث۔

(۴۶) صلاۃ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے والی حدیثیں۔

---

(۱) مالکیہ جوار سال (یعنی صلاۃ میں ہاتھ کو لٹکا چھوڑے رہنے کے قائل ہیں اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

(۴۷) یہ حدیث کہ صلاۃ میں تمام چیزوں کو حرام کرنے والی چیز تکبیر اور حلال کرنے والی چیز سلام ہے۔

(۴۸) صلاۃ میں بچی کو اٹھانے والی حدیث۔

(۴۹) عقیقہ کی حدیثیں۔

(۵۰) یہ حدیث کہ اگر کوئی تمہیں تمہاری اجازت کے بغیر دیکھ لے۔

(۵۱) بلال کے رات میں اذان دینے کی حدیث۔

(۵۲) جمعہ کے دن صوم رکھنے کی ممانعت کی حدیث۔

(۵۳) سورج گہن اور چاند گہن کی صلاۃ اور صلاۃ استسقاء والی حدیث۔

(۵۴) نر کے جفتی کرنے پر کرایہ لینے کی حدیث۔

(۵۵) یہ حدیث کہ جب محرم مرجائے تو اس کا سر ڈھکا جائے گا نہ اس کو خوشبو لگائی جائے گی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ کل حدیثیں یا اکثر حدیثیں اور اس سے کئی گنا زیادہ حدیثیں مذکورہ بالا قواعد واصول اور قیاس کی وجہ سے چھوڑی گئی ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ ہیں جن کو ابن حزم نے ان لوگوں کی طرف منسوب کیا ہے جنھوں نے عمل اہل مدینہ کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

ان لوگوں کی حدیث کی مخالفت کی چند اور مثالیں دیکھئے۔ انھیں میں سے ان حدیثوں کی مخالفت ہے۔

(۱) نبی ﷺ کے مغرب میں سورہ الطّور پڑھنے اور اخیر عمر میں سورہ المرسلات پڑھنے والی حدیث۔

(۲) نبی ﷺ کا فاتحہ کے بعد آمین کہنا۔

(۳) نبی ﷺ کا ﴿اذا السّماء انشقت﴾ میں سجدہ کرنا۔

(۴) نبی ﷺ کا لوگوں کو بیٹھ کر صلاۃ پڑھانا اور لوگوں کا آپ کے پیچھے بیٹھ کر صلاۃ پڑھنا اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ جو اس طرح صلاۃ پڑھے گا اس کی صلاۃ باطل ہے۔

(۵) یہ حدیث کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صلاۃ پڑھانے کی ابتدا کی۔ نبی ﷺ آئے

Www.IslamicBooks.Website

اور ابو بکر کے بازو میں بیٹھ گئے اور آپ نے لوگوں کو صلاۃ پوری کرائی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس پر کسی کا عمل نہیں ہے۔ جو شخص اس طرح پڑھے گا اس کی صلاۃ باطل ہے۔

(۶) ظہر اور عصر کی صلاۃ (مدینہ میں) بلا کسی خوف اور کسی سفر کے اکٹھا پڑھنے کی حدیث۔ (۱)

(۷) یہ حدیث کہ آپ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی مانگا اور کپڑے پر چھینٹا مار لیا، اسے دھلا نہیں۔

(۸) یہ حدیث کہ نبی ﷺ عید کی صلاۃ میں سورہ قٓ اور سورہ اقتربت الساعۃ پڑھتے تھے۔

(۹) یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے سہیل بن بیضاء کی نماز صلاۃ مسجد میں پڑھی۔

(۱۰) یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے دو یہودیوں کو جنھوں نے زنا کیا تھا رجم کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہودیوں کا رجم کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱۱) رسول اللہ ﷺ کے بحالتِ احرام پچھنا لگوانے والی حدیث۔

(۱۲) نبی ﷺ کا حلال ہونے کے لئے خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے خوشبو لگوانے کی حدیث۔ (۲)

(۱۳) صلاۃ میں دو سلام کی حدیثیں۔

اس کے علاوہ بے شمار ایسی حدیثیں ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ اگر ان حدیثوں کا کوئی تتبع کرے تو ابن حزم کے بقول ان کی تعداد ہزاروں تک پہونچ سکتی ہے۔

گزشتہ فصلوں میں حدیث پر قیاس وغیرہ کے مقدم کرنے کی بحث آچکی ہے۔ اب آگے دو فصلوں کے اندر کتاب وسنت اور مذکورہ تصریحات کی روشنی میں دو دوسری چیزوں پر بحث آرہی ہے تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔

☆☆☆

---

(۱) یہ اس وقت کی بات ہے جب کچھ حرج پایا جائے جیسا کہ ابن عباس نے ایک سوال کہ نبی ﷺ اس سے کیا چاہتے تھے کے جواب میں بتایا کہ آپ کی امت حرج میں نہ پڑے۔

(۲) ابن حزم "الاحکام فی اصول الاحکام۔" (۲/۱۰۰-۱۰۵)

Www.IslamicBooks.Website

تیسری فصل

عقائد اور احکام دونوں میں خبر واحد کی حجیت

جن لوگوں کا خیال ہے کہ خبر واحد سے عقیدہ نہیں ثابت ہوسکتا وہ اسی وقت یہ بھی کہتے ہیں کہ شرعی اور عملی احکام خبر واحد سے ثابت ہو سکتے ہیں۔اس طرح یہ لوگ عقائد اور اعمال کے درمیان تفریق کرتے ہیں۔قرآن وسنت کے جو دلائل اوپر ذکر کئے جا چکے ہیں کیا ان میں یہ تفریق موجود ہے؟نہیں اور ہزار بار نہیں، بلکہ وہ تو اپنے اطلاق اور عمومیت کے لحاظ سے عقائد کو بھی شامل ہیں اور عقائد کے اندر نبی ﷺ کی اتباع کو لازم کرتے ہیں۔کیوں کہ ''امر'' کا جو لفظ درج ذیل آیت میں آیا ہوا ہے وہ بلاشبہ عقائد کو بھی عام ہے۔(آیت یہ ہے)

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ.﴾ (الاحزاب/٣٦)

''جب اللہ اور اس کے رسول کسی ''امر'' کا فیصلہ کردیں تو کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے اپنے ''امر'' کے اختیار کرنے کا کوئی حق باقی نہیں رہ جاتا۔

اسی طرح اللہ کا، اپنے نبی کی فرمانبرداری کا حکم دینا، ان کی نافرمانی سے روکنا، ان کی مخالفت سے ڈرانا اور ان مومنوں کی تعریف کرنا جو اس وقت ''سمعنا'' اور ''اطعنا'' (ہم نے سن لیا اور مان لیا) کہتے ہیں جب انھیں اللہ اور رسول سے فیصلہ کرانے کی دعوت دی جاتی ہے۔

اس قسم کی جتنی بھی چیزیں ہیں سب کی سب اس بات پر دلیل ہیں کہ عقائد اور اعمال (دونوں چیزوں میں) نبی ﷺ کی اطاعت اور اتباع واجب ہے۔اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ (الحشر/٧)(رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے مضبوطی سے تھام لو۔) کے اندر ''ما'' الفاظ عموم میں سے ہے جیسا کہ معلوم ہے۔اب اگر آپ ان لوگوں سے دلیل مانگئے جو کہتے ہیں کہ احکام اور اعمال کا خبر واحد سے اخذ کرنا واجب ہے۔تو وہ انھیں گزری ہوئی

Www.IslamicBooks.Website

آیتوں اور کچھ دوسری ایسی آیتوں سے استدلال کریں گے جن کو ہم نے اختصار کے پیش نظر ذکر نہیں کیا ہے۔ ان تمام آیتوں کو امام شافعی نے اپنی کتاب "الرسالہ" کے اندر بالاستیعاب ذکر کیا ہے۔ جو چاہے اس کی طرف مراجعت کر لے۔ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے بھی آخر کس بنیاد پر انھوں نے عقیدہ کو ان چیزوں سے مستثنیٰ کر دیا جن کا (اخبار آحاد سے) اخذ کرنا آیات کے ذریعہ واجب ہے۔ حالانکہ عقیدہ بھی آیتوں کے عموم میں داخل تھا۔ ان آیتوں کو اعمال کے ساتھ (عقیدہ کو چھوڑ کر) مخصوص کرنا تخصیص بلا مخصص ہے۔ جو باطل ہے اور جس چیز سے باطل لازم آتا ہو وہ خود باطل ہوتی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

لوگوں کو اولاً ایک بات کے اندر شبہ ہوا تھا وہی دھیرے دھیرے عقیدہ بن گیا، شبہ اس بات کا تھا کہ خبر واحد صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے۔ اس ظن سے ان کی مراد طبعاً راجح ظن ہے اور احکام کے باب میں ظن راجح پر عمل کرنا بالاتفاق واجب ہے۔ البتہ اَن دیکھی چیزوں اور علمی مسئلوں کے سلسلے میں یہ لوگ خبر واحد سے استدلال جائز نہیں قرار دیتے اور عقیدے سے مراد یہی چیزیں ہیں۔

اگر ہم ان کی یہ بات مان لیں کہ خبر واحد سے صرف ظن کا فائدہ ہوتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے (عقیدہ اور عمل کے حکم میں) تفریق کہاں سے کی اور اس بات پر کیا دلیل ہے کہ خبر واحد سے عقیدہ اخذ کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض معاصرین اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں جو مشرکوں کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

﴿إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ.﴾ (النجم/۲۳)

"وہ صرف ظن اور خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں۔"

اور ﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئاً.﴾ (النجم/۲۸)

Www.IslamicBooks.Website

''حق کے مقابل میں ظن کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔''

یہ لوگ اس طرح کی اور دوسری ان آیتوں سے استدلال کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اتباع ظن کے سلسلے میں مشرکوں کی مذمت کی ہے۔ یہ لوگ استدلال کرتے ہوئے یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ان آیتوں کے اندر جس ظن کا ذکر ہوا ہے وہ ویسا ظن غالب نہیں ہے جس کا فائدہ خبر واحد سے حاصل ہوتا ہے اور جس پر عمل کرنا بالاتفاق واجب ہے۔ بلکہ یہاں ظن سے مراد وہ شک اور تردد ہے جسے خرص اور اندازہ کہتے ہیں چنانچہ ''النہایہ'' اور ''لسان العرب'' وغیرہ کتب لغت میں ہے۔

''الظن: الشّک یعرض لک فی الشئ فتحققه وتحكم به.''

''ظن اس شک کو کہتے ہیں جو تمہیں کسی چیز کے سلسلے میں پیش آجائے اور تم اس کی تحقیق کرو پھر حکم لگاؤ۔''

یہی وہ ظن ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی مذمت کی ہے۔ مشرکوں ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

﴿إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ.﴾ (الانعام/۱۱۶)

''وہ صرف ظن کی پیروی کرتے اور صرف اندازا کرتے ہیں۔''

یہاں ظن کو خرص بتایا گیا ہے جس میں صرف اندازہ اور تخمینہ ہوتا ہے۔ جس ظن کی بنیاد پر ان آیتوں میں مشرکوں کی مذمت کی گئی ہے اگر وہ ظن غالب ہوتا جیسا کہ استدلال کرنے والوں کا خیال ہے تو اعمال کے باب میں بھی اس سے استدلال دو چیزوں کی بنیاد پر جائز نہ ہوتا۔

اوّل: — یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر مطلقاً نکیر کی ہے اور انکار میں احکام کو چھوڑ کر عقیدے کی تخصیص نہیں کی ہے۔

دوم: — یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض آیات میں یہ تصریح کی ہے کہ اس نے جس ظن کے سلسلے میں مشرکوں پر نکیر کی ہے۔ وہ احکام کو بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا صریح فرمان سنئے:

﴿سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا

Www.IslamicBooks.Website

مِن شَیْءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم حَتّٰى ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَآ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ.﴾ (الانعام/۱۴۸)

''عنقریب مشرک کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہیں کرتے (یہ عقیدہ ہوا) اور ہم کوئی چیز حرام نہیں کرتے (یہ حکم ہوا) ایسے ہی ان سے پہلے کے لوگوں نے تکذیب کی تھی پھر تو انھوں نے میرا عذاب چکھ لیا، آپ پوچھئے کہ تمہارے پاس کوئی دلیل ہے؟ ہے تو پیش کرو، تم لوگ صرف ظن کی پیروی کرتے ہو اور صرف اٹکل کرتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر درج ذیل آیت سے ہوتی ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ.﴾ (الاعراف/۳۳)

''آپ فرمادیجئے کہ میرے رب نے تمام ظاہری و باطنی برائیوں، گناہوں، ناحق مظالم، اللہ کے ساتھ شرک، جس کے لئے اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور بغیر جانے اللہ کے سلسلے میں کوئی بات کہنے کو حرام قرار دیا ہے۔''

اس سے ثابت ہوا کہ جس ظن سے اخذ اور استدلال جائز نہیں ہے وہ لغوی ظن ہے جو اندازہ، تخمینہ اور بلا علم بات کہنے کے مرادف ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احکام کے سلسلے میں اس سے کوئی حکم لگانا ویسے ہی حرام ہے جیسے عقائد کے سلسلے میں اس سے استدلال کرنا دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ جب بات اس طرح ہے تو ہمارا گزشتہ قول اپنی ہی جگہ پر رہا کہ گزشتہ وہ تمام حدیثیں اور آیتیں جو احکام کے باب میں اخبار آحاد سے استدلال کے وجوب پر دلالت کرنے والی ہیں وہ اپنی عمومیت کے لحاظ سے عقائد کے باب میں بھی خبر واحد سے استدلال کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں، سچ تو یہ ہے کہ خبر واحد سے اخذ کے وجوب کے سلسلے میں عقائد اور احکام کے درمیان تفریق اسلام کے اندر ایک دخیل فلسفہ ہے جو سلف صالحین اور ان ائمہ اربعہ کے یہاں نہیں پایا جاتا جن کی تقلید عصر حاضر کے اکثر مسلمان کرتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

خبر واحد کے حجت نہ ہونے کا عقیدہ وہم وخیال کی بنیاد پر ہے

آج ایک صاحب شعور مسلمان کے لئے اس چیز سے بڑھ کر زیادہ تعجب خیز اور کچھ نہیں جسے اکثر واعظین اور اہل قلم بار بار دُہراتے رہتے ہیں۔ جب کبھی بھی اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے کسی حدیث کی تصدیق نہیں کر پاتے گو وہ حدیث محدثین کے نزدیک متواتر ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حدیث۔ (اس موقعہ پر) وہ لوگ یہ کہہ کر اپنی کمزوری کو چھپاتے ہیں کہ "خبر واحد سے عقیدہ نہیں ثابت ہوتا۔"

مقام تعجب تو یہ ہے کہ ان کی یہ بات بھی فی نفسہٖ عقیدہ ہے جیسا کہ میں نے اس مسئلے میں اپنے ساتھ ایک بحث کرنے والے سے کہا تھا۔ چوں کہ ان کی یہ بات خود ایک دعویٰ ہے اس لئے انھیں اس کی صحت کے اوپر قطعی دلیل پیش کرنی ضروری ہے ورنہ ان کی بات میں تناقض لازم آئے گا۔ لیکن ان کے پاس صرف دعویٰ ہے۔ دلیل کہاں ہے؟ اس طرح کی چیز اعمال کے باب میں بھی مردود ہوتی ہے عقیدہ کے سلسلے میں کیوں نہ ہوگی۔ اس کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ عقیدہ کو ظن راجح سے ماننے سے بھاگے تو اس سے کہیں زیادہ بری چیز میں پڑ گئے، وہ ہے ظن مرجوح سے عقیدہ کی بات مان لینا۔ اہل بصیرت عبرت حاصل کرو۔

یہ چیز صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ کتاب وسنت کے سمجھنے اور ان کے نور سے براہ راست ہدایت حاصل کرنے سے دور رہتے اور اسے چھوڑ کر اقوال رجال میں مشغول رہتے ہیں۔

خبر واحد سے عقیدہ حاصل کرنے کے وجوب پر دلیلیں

ابھی چند ایسی اور بھی دلیلیں ہیں جو خبر واحد سے عقیدہ اخذ کرنے کے وجوب پر ماسبق دلیلوں سے زیادہ خاص ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کچھ کا ذکر کرنا اور ان کی وجہ دلالت بیان کرنا ضروری ہے۔

پہلی دلیل: — اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ.﴾ (التوبہ/۱۲۲)

''تمام منوں کے لئے نکل پڑنا ممکن نہیں تھا تو ہر جماعت سے ایک ٹولی کیوں نہیں نکلی تا کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کرتی اور قوم کے پاس لوٹ کر آتی تو انھیں ڈراتی تا کہ لوگ بچتے۔''

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کو اس بات پر ابھارا ہے کہ ان میں سے ایک ٹولی نبی ﷺ کے پاس نکل آتی تا کہ آپ سے اپنا دین سیکھتی اور دین کی سمجھ حاصل کرتی۔ اس میں تو کچھ شبہ نہیں کہ یہ صرف ان چیزوں کے ساتھ خاص نہیں ہے جنھیں فروع اور احکام کا نام دیا جاتا ہے بلکہ عام ہے۔ قطعی بات تو یہ ہے کہ معلم اور متعلم ابتدا اسی چیز سے کریں گے جو سیکھنے اور سکھانے کے لئے جتنی ہی زیادہ اہم ہوگی۔ اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ عقائد احکام سے اہم ہیں، چنانچہ یہی وجہ ہے جس کی بنیاد پر کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ خبر واحد سے عقائد ثابت نہیں ہو سکتے۔ ان لوگوں کے اس خیال کو یہ آیت کریمہ باطل قرار دیتی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جہاں ''طائفہ'' (ٹولی) کو عقائد اور احکام کے سیکھنے اور سمجھنے کی طرف رغبت دلائی ہے وہیں اس چیز پر انھیں توجہ دلائی ہے کہ وہ قوم کے پاس لوٹ کر آئیں تو انھیں ان تمام عقائد و احکام سے ڈرائیں جنھیں وہ نبی ﷺ سے حاصل کئے ہیں۔ اور ''طائفہ'' عربی زبان میں ''ایک'' اور اس سے زیادہ پر بولا جاتا ہے۔ اب اگر خبر واحد (ایک آدمی کی اطلاع) عقیدہ اور عمل دونوں میں حجت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ طائفہ کو تبلیغ کرنے کے لئے اس عمومی تعلیل کے ساتھ تحریض نہ کرتا کہ ''لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ'' (تا کہ لوگ بچیں) جو اس سلسلے میں صریح ہے کہ علم یقینی ایک آدمی کے ڈرانے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ آیت آیات تشریعی اور آیات تکوینی کی طرح سے ہے۔ لعلّھم یتفکرون (تا کہ لوگ غور کریں) لعلّھم یعقلون (تا کہ لوگ سمجھیں) لعلّھم یھتدون (تا کہ لوگ ہدایت پائیں)۔

یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت اس سلسلے میں دلیل ہے کہ عقیدہ اور عمل دونوں کی تبلیغ کے سلسلے میں خبر واحد حجت ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

دوسری دلیل: - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (الاسراء/۳۶) آپ اس چیز پر اعتماد نہ کیجئے جس کے بارے میں آپ کو علم نہیں ہے۔

یعنی آپ اس کی پیروی نہ کیجئے اور اس پر عمل نہ کیجئے۔ اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ مسلمان صحابہ کرام کے زمانہ ہی سے برابر ایک آدمی کی اطلاع پر اعتماد کرتے رہے۔ اس پر عمل کرتے رہے اور اس کے ذریعہ غیبی امور اور اعتقادی حقائق۔ مثلاً ابتدائے تخلیق اور علامات قیامت ثابت کرتے رہے، بلکہ ایک ہی آدمی کی خبر کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے لئے صفات بھی ثابت کرتے رہے۔ اگر خبر واحد سے علم کا فائدہ حاصل نہ ہوتا اور عقیدہ ثابت نہ ہوسکتا تو صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین وغیرہ تمام لوگوں کے لئے لازم آتا ہے کہ انھوں نے ایسی چیز پر اعتماد کیا جس کے بارے میں انھیں علم نہیں تھا۔ جیسا کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "مختصر الصواعق ۲/۳۹۶" میں فرمایا ہے حالانکہ اسے کوئی بھی مسلمان نہیں کہتا۔

تیسری دلیل: - ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ م بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا.﴾ (الحجرات/۶)

"اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی اطلاع لائے تو تحقیق حال کرلو۔"

ایک قرأت میں "فتثبتوا" ہے۔ یعنی ٹھہر جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عادل آدمی کوئی خبر لائے تو یہ قابل اعتماد دلیل ہوگی، یہاں توقف نہیں اختیار کیا جائے گا بلکہ فوراً اس پر عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ اعلام الموقعین ۲/۳۹۴ میں فرماتے ہیں "یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ خبر واحد کو قبول کیا جائے گا۔ اور توقف کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر ایک آدمی کی خبر سے علم کا فائدہ حاصل نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ علم حاصل ہونے تک توقف کا حکم دیتا۔

اس سلسلے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سلف صالحین اور ائمہ اسلام برابر یہ کہتے رہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایسا کہا، ایسا کیا، اس چیز کا حکم دیا اور اس چیز سے روکا، یہ چیز ان کے کلام سے بالضرورہ ظاہر ہے۔ صحیح بخاری میں متعدد جگہوں پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

Www.IslamicBooks.Website

حالانکہ یہ بات انھوں نے کسی صحابی سے سنی ہے۔ یہ قائل کے بارے میں شہادت دینی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جس قول یا فعل کی نسبت کی گئی اس پر قطعی حکم لگانا ہوا اگر ایک آدمی کی خبر سے علم یقینی کا فائدہ نہ حاصل ہوتا تو دوسرے صحابی بغیر علم کے رسول اللہ ﷺ کے (فرمان کے) بارے میں شہادت دینے والے ہوتے۔

چوتھی دلیل:- نبی ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت خبر واحد سے استدلال کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

جس عملی طریقے پر نبی ﷺ رہے اور آپ کی حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے ساتھی رہے اس سے بھی قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد سے عقیدہ اور عمل کے اثبات کے درمیان کچھ فرق نہیں اور یہ بھی کہ خبر واحد ان تمام چیزوں کے سلسلے میں مستقل حجت ہے۔ مجھے اس سلسلے میں جو صحیح حدیثیں مل سکی ہیں ان شاء اللہ ان میں سے چند کو ابھی ذکر کروں گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح بخاری (۱۳۲/۸) کے اندر فرماتے ہیں:

''ان چیزوں کا باب جو اذان، صلاۃ، صوم اور تمام فرائض اور احکام کے متعلق ایک سچے آدمی کی خبر کے جائز ہونے اور اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ.﴾ (التوبہ/۱۲۲)

''ہر جماعت سے ایک ٹولی (طائفہ) کیوں نہیں نکلی تا کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کرتی، اور قوم کے پاس لوٹ کر آتی تو انھیں ڈراتی تا کہ لوگ بچتے۔''

کے بارے میں آئی ہیں۔''

طائفہ کا اطلاق ایک آدمی پر ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا.﴾ (الحجرات/۹)

''اگر مومنوں کے دو طائفہ (ٹولیاں) آپس میں لڑ پڑیں۔''

Www.IslamicBooks.Website

اب اگر دو آدمی لڑ پڑیں تو وہ بھی آیت کے مفہوم میں داخل ہوں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ م بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا.﴾ (الحجرات/٦)

''اگر کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو تحقیق حال کرلو۔''

اس کے باوجود نبی ﷺ نے اپنے عالموں کو مختلف علاقوں میں یکے بعد دیگرے کیوں کر بھیجا؟ ساتھ ہی یہ بھی کہ اگر کسی سے چوک ہو جائے تو حدیث کی طرف مراجعت کی جائے۔

اس طرح باب باندھنے کے بعد امام بخاری نے باب کے اندر ذکر کردہ خبر واحد کے جواز پر دلیل قائم کرتے ہوئے کئی حدیثیں ذکر کی ہیں۔ جواز سے ان کی مراد بایں طور قول اور عمل کا جواز ہے کہ خبر واحد (دونوں کے لئے) حجت ہے۔ میں ان حدیثوں میں چند کو ذکر کررہا ہوں۔

اوّل:۔ حضرت مالک بن حویرث سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ آپ کے پاس تقریباً بیس دن قیام رہا۔ رسول اللہ ﷺ بڑے مہربان اور رحم دل تھے آپ کو جب معلوم ہوا کہ ہمیں اپنے گھر والوں سے ملنے کی خواہش ہورہی ہے یا رغبت ہورہی ہے تو پوچھا کہ ہم اپنے پیچھے کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ ہم نے بتایا تو آپ نے فرمایا، اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ۔ انھیں میں قیام کرو۔ انھیں سکھاؤ اور بتاؤ اور مجھے جس طرح صلاۃ پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح صلاۃ پڑھو۔

رسول اللہ ﷺ نے ان نوجوانوں میں سے ہر ایک کو حکم دیا ہے کہ ہر ایک اپنے گھر والوں کو تعلیم دے اور تعلیم عقیدہ کو بھی شامل ہے بلکہ وہ سب سے پہلی چیز ہے جو عمومیت میں داخل ہوتی ہے۔ اگر ایک آدمی کے ذریعہ حجت قائم نہ ہو پاتی تو اس حکم کا کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتا۔

دوم:۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ اہل یمن نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا ہمارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ اس امت کے امین ہیں۔''

(مسلم ۷/ ۲۹ و بخاری مختصراً)

Www.IslamicBooks.Website

میں کہتا ہوں اگر ایک آدمی کی خبر پر حجت قائم نہ ہو سکتی تو اللہ کے رسول ﷺ ابو عبیدہ کو اہل یمن کے ساتھ اکیلا نہیں بھیجتے۔

یہی بات اس سلسلے میں بھی کہی جا سکتی ہے کہ نبی ﷺ نے اہل یمن کے پاس بار بار بھیجا یا یہ کہ صحابہ کرام کو مختلف جگہوں پر بھیجا۔ مثلاً علی بن ابی طالب، معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری۔ ان لوگوں کی حدیثیں صحیحین اور ان کے علاوہ دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔ اس میں تو کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ لوگ جن لوگوں کے پاس بھیجے گئے تھے ان کو منجملہ اور چیزوں کے عقائد بھی سکھاتے تھے، اگر ان لوگوں کی باتیں ان قوموں کے لئے حجت نہ ہوتیں تو رسول اللہ ﷺ ان کو فرداً فرداً نہیں بھیجتے اس لئے کہ یہ لغو چیز تھی۔ جس سے رسول اللہ ﷺ بچتے۔ یہی بات امام شافعی نے الرسالہ ص ۴۱۲ میں یوں کہی ہے:

رسول اللہ ﷺ کسی کو اپنا حکم دے کر صرف اسی صورت میں بھیج سکتے تھے کہ قوموں کے لئے تبشیر وتنذیر کی ہر بات پر دلیل قائم ہو کہ وہ ان کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی ہر بات قبول کریں۔ رسول اللہ ﷺ اس بات پر قادر تھے کہ ان قوموں کے پاس بھیج دیئے جاتے اور ان کو بالمشافہ باتیں بتا دیتے یا ان کے پاس کئی آدمی بھیج دیتے حالانکہ آپ نے صرف ایک ایسا آدمی بھیجا جسے لوگ سچا سمجھتے تھے۔

سوم:- حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگ قباء کے اندر فجر کی صلاۃ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا۔ رات میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اس میں آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کعبہ کو قبلہ بنا لیں، اس لئے آپ لوگ کعبہ کو قبلہ بنا لیجئے، ان کے چہرے شام کی طرف تھے وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔ (بخاری، مسلم)

یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استقبال بیت المقدس کے وجوب جیسی قطعی اور یقینی چیز کے نسخ کے بارے میں صرف ایک آدمی کی اطلاع مان لی، اور اسی کے کہنے کی بنیاد پر بیت المقدس کو موڑ کر کعبہ کی طرف رخ کر لیا اگر ان کے نزدیک ایک شخص کی خبر حجت نہ ہوتی تو قبلۂ اول جیسی قطعی چیز کے خلاف اس کے کہنے سے نہیں کرتے۔

Www.IslamicBooks.Website

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ان پر نکیر نہیں فرمائی بلکہ ایسا کرنے پر انھیں مبارکباد پیش کی گئی۔

چہارم: — حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ صاحب خضر، موسیٰ بنی اسرائیل نہیں ہیں۔

ابن عباس نے کہا۔ اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا، مجھے ابی بن کعب نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو موسیٰ اور خضر کی کچھ ایسی گفتگو نقل کی جس سے پتہ چلتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صاحب خضر ہیں۔

بخاری اور مسلم نے تفصیل سے روایت کی ہے۔ لیکن امام شافعی نے بھی اسے مختصراً ذکر کیا ہے اور کہا ہے۔

امام شافعی کا خبر واحد سے عقیدہ کا اثبات

ابن عباس اپنے تفقہ اور پرہیز گاری کے باوجود ابی بن کعب کی رسول اللہ ﷺ سے نقل کردہ خبر کا صرف اثبات نہیں کرتے بلکہ اسی کی بنیاد پر ایک مسلمان آدمی کو جھوٹا بناتے ہیں کیوں کہ ابی بن کعب نے ان سے رسول اللہ ﷺ کی ایسی حدیث بیان کی تھی جس میں موسیٰ بنی اسرائیل کے صاحب خضر ہونے پر دلالت پائی جاتی تھی۔ (۱۲۱۹/۴۴۲)

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اخبار آحاد سے استدلال کرنے میں عقیدہ اور عمل کے مابین کوئی تفریق نہیں کرتے۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ہی کا صاحب خضر ہونا کوئی عملی حکم نہیں، علمی مسئلہ ہے جیسا کہ واضح ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آپ الرسالہ (ص ۴۰۱-۴۵۳) میں عنوان ''خبر واحد کے اثبات کی دلیل'' کے تحت ایک اہم فصل لائے ہیں اور اس کے اندر کتاب وسنت کی بہت سی دلیلیں پیش کی ہیں۔ یہ دلیلیں یا تو مطلق ہیں یا عام۔ جو اپنی عمومیت اور اطلاق کی وجہ سے خبر واحد کی، عقیدہ کے لئے بھی حجیت کو شامل ہیں اور عقیدہ کے سلسلے میں ان کی اپنی باتیں بھی عام ہیں۔ آپ نے اس بحث

Www.IslamicBooks.Website

کو اس طرح ختم کیا ہے:

''خبر واحد کے اثبات کے لئے بہت سی مختلف حدیثیں ہیں جن میں سے یہی چند کافی ہیں۔ ہمارے سلف کا اور ان کے بعد سے اب تک کے لوگوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ اسی طرح سے مختلف ممالک کے جن اہل علم کے بارے میں ہم سے بیان کیا گیا۔ یوں ہی بیان کیا گیا ہے۔''

آپ کا یہ قول عام ہے اسی طرح آپ کا وہ قول بھی عام ہے جو الرسالہ (ص ۴۵۷) پر ہے کہ ''کسی شخص کے لئے خواص کے علم کے متعلق یہ کہنا جائز ہو کہ ''متقدمین اور متاخرین تمام مسلمانوں نے خبر واحد کے اثبات اور اس سے علی الاطلاق استدلال پر اجماع کر لیا ہے۔ اس وجہ سے کہ مسلمان فقہاء میں سے ایک بھی ایسا معلوم نہیں جس نے خبر واحد کا اثبات نہ کیا ہو، تو میرے لئے بھی ایسا کہنا جائز ہوگا، مگر میں یہ کہتا ہوں کہ ''مسلمان فقہاء کے متعلق یہ بات مجھے معلوم نہیں ہے کہ انھوں نے خبر واحد کے اثبات میں اختلاف کیا ہے۔''

عقیدہ کے لئے خبر واحد کو دلیل نہ بنانا بدعتِ محدثہ ہے

خلاصہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کے دلائل، صحابہ کا عمل اور علماء کے اقوال، ہماری گزشتہ وضاحت کے مطابق قطعی طور پر دلالت کرتے ہیں کہ حدیثِ آحاد سے شریعت کے ہر باب میں استدلال واجب ہے خواہ وہ اعتقادیات سے متعلق ہوں یا عملیات سے۔ اور ان دونوں کے درمیان تفریق ایسی بدعت ہے جو سلف کے یہاں نہیں ملتی، یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اعلام الموقعین (۴۱۲/۲) میں فرماتے ہیں:

یہ تفریق اجماع امت سے باطل ہے کیوں کہ امت ہمیشہ ان حدیثوں سے عقائد اور احکام کے باب میں استدلال کرتی رہی۔

خصوصاً یوں بھی کہ عملی احکام کے اندر اللہ کے بارے میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس نے یہ چیز مشروع کی، اس چیز کو واجب کیا اور اسے دین بنانے پر خوش ہوا، اس لئے اس کی شریعت اور اس کا دین اس کے اسماء وصفات کو مستلزم ہے۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور محدثین

Www.IslamicBooks.Website

اسماء وصفات، قضاء وقدر اور اعمال واحکام کے مسائل میں برابر ان حدیثوں سے استدلال کرتے رہے، ان میں سے کسی ایک سے بھی قطعاً یہ ثابت نہیں ہے کہ انھوں نے ان حدیثوں سے احکام کے مسائل میں استدلال کو جائز قرار دیا ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات کے بارے میں جائز نہ کیا ہو۔ آخر وہ سلف کہاں ہیں جنھوں نے دونوں چیزوں میں فرق کیا ہے؟

ہاں دونوں میں تفریق کرنے والوں کے سلف بعض ایسے متاخرین متکلمین ہیں جنھیں ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں، جو اللہ، اللہ کے رسول اور رسول کے ساتھیوں سے منقول ہیں، بلکہ وہ اس سلسلے میں لوگوں کو کتاب وسنت اور اقوال صحابہ سے ہدایت یاب ہونے سے باز رکھتے اور متکلمین کے آراء اور متکلفین کے قواعد پر پورا انحصار کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن سے دونوں چیزوں میں تفریق کرنے کی بات معلوم ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے دعویٰ تو اس تفریق پر اجماع کا کردیا حالانکہ یہ اجماع مسلمانوں کے کسی امام سے منقول ہے نہ صحابہ اور تابعین میں سے کسی ایک سے۔ اس لئے ہم چاہتے کہ یہ لوگ اس چیز کے درمیان صحیح فرق پیش کریں کہ دین کی کون سی بات خبر واحد سے ثابت کرنی جائز ہے اور کون سی نہیں۔ جھوٹ موٹ کی باتیں تو یہ لوگ بنالیں، صحیح فرق نہیں پیش کرسکتے۔

مثلاً کوئی کہتا ہے کہ اصولیات علمی مسائل ہیں اور فروعات عملی مسائل (یہ باطل تفریق ہے کیوں کہ علمیات سے دو چیزیں مطلوب ہیں (۱) علم اور عمل۔ اور عملیات سے بھی دو چیزیں مطلوب ہیں علم اور عمل۔

علمی مطلوب:- حبّ قلب اور بغض قلب ہے۔

حب قلب:- اس حق کے لئے ہوتا ہے جس کے اوپر خبر کی دلالت ہوتی ہے اور جس چیز پر وہ مشتمل ہوتی ہے۔

اور بغض قلب اس باطل کے لئے ہوتا ہے جو اس خبر کے مخالف ہوتا ہے۔

اس طرح عمل صرف عمل جوارح نہیں ہے بلکہ اعمال قلوب اعمال جوارح کے لئے

---

(۱) اصل میں "والمطلوب منها امران" ہے۔ ہم نے جو بات لکھی ہے وہ اقرب الی الصواب ہے۔ (البانی)

Www.IslamicBooks.Website

اصل ہیں اور اعمال جوارح تابع ہیں۔ کسی بھی علمی مسئلہ کو لیجئے اس کے پیچھے ایمان قلب، تصدیق قلب اور حب قلب ہوگا۔ اور یہ عمل ہے بلکہ ایمان کے مسئلہ میں اصل عمل یہی چیز ہے جس پر بہت سے متکلمین نے دھیان نہیں دیا اور سمجھے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، عمل کا نہیں، یہ بڑی فاش اور نہایت قبیح غلطی ہے۔ چنانچہ بہت سے کافروں کو نبی ﷺ کے صدق کے سلسلے میں کچھ بھی شبہ نہیں تھا، پورا یقین تھا۔ لیکن اس تصدیق کے ساتھ عمل قلب یعنی آپ کی لائی ہوئی چیزوں سے محبت کرنا، اس کو پسند کرنا، اس کو چاہنا اور اسے مسلسل کرتے رہنا (اگر محبوب کے جنس سے ہے) اور اس سے نفرت کرتے رہنا (اگر مبغوض کے جنس سے ہے) نہیں پایا گیا۔ اس کو یوں ہی سی چیز نہ سمجھا جائے، یہ بہت اہم چیز ہے، اس سے ایمان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔

بہر حال علمی مسائل عملی ہیں اور عملی مسائل علمی۔ شارع نے مکلفین کے لئے عملیات کے اندر علم نہ رکھنے بلکہ صرف عمل کر لینے کو اور علمیات کے اندر عمل نہ کرنے بلکہ صرف علم رکھنے کو کافی نہیں سمجھا ہے۔"

علامہ ابن قیم کی بات سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا تفریق سلف کے طریق کار کی مخالفت کی بنیاد پر، اجماع سے اور مذکور الصدر بہت سے دلائل کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہونے کے باوجود اس جہت سے بھی باطل ہے کہ تفریق کرنے والوں کے یہاں عمل کے ساتھ علم اور علم کے ساتھ عمل کے شامل ہونے کا تصور نہیں ہے۔ یہ نہایت اہم نقطہ ہے جو ایک مومن کے لئے موضوع کو ٹھیک سے سمجھنے اور مذکورہ بالا تفریق کے یقیناً باطل ہونے کا اعتقاد رکھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

بہت سی اخبار آحاد کا، علم اور یقین کا فائدہ پہونچانا

عقیدہ اور عمل کے درمیان تفریق کے بطلان کے بارے میں جو بحث و تحقیق گزری اس کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ خبر واحد صرف ظنِ راجح کا فائدہ دیتی ہے۔ یقینی اور قطعی علم کا نہیں۔

اس سلسلے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ بات علی الاطلاق مسلّم نہیں بلکہ اس میں تفصیل

Www.IslamicBooks.Website

ہے، جو اپنی جگہ پر مذکور ہے یہاں جتنا بتانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ خبر واحد بہت سے اوقات میں قطعی اور یقینی علم کا فائدہ پہونچاتی ہے۔ اس میں سے کچھ وہ حدیثیں ہیں جنھیں امت میں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ کچھ وہ ہیں جنھیں بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں نکالا ہے اور ان پر کوئی تنقید نہیں ہوئی ہے۔ ان کی صحت قطعی ہے اور نظری علم یقینی ان سے حاصل ہے، جیسا کہ امام ابن صلاح نے اپنی کتاب **علوم الحدیث** (یعنی مقدمہ ابن صلاح) صفحہ ۲۸-۲۹ میں اسے پورے وثوق کے ساتھ کہا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی مختصر (یعنی علامہ احمد محمد شاکر کی شرح **الباعث الحثیث** کے ساتھ مطبوع متداول) میں اور ان سے پہلے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے بعد علامہ ابن القیم الجوزیہ نے **مختصر الصواعق** (۳۸۳/۲) میں اس کی تائید کی ہے۔......

اور کئی حدیثوں سے اس کی مثال دی ہے۔ انھیں میں سے ایک حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

"**انما الاعمال بالنیات**" اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے نیز حدیث **اذا جلس أحدکم بین شعبھا الاربع ثم جھدھا فقد وجب الغسل.** جب مرد عورت کے چاروں شاخوں (مراد دونوں ہاتھ اور دونوں پیر) کے درمیان بیٹھے، پھر اسے تھکائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حدیث ابن عمر "**فرض رسول اللہ ﷺ صدقة الفطر فی رمضان علی الصغیر والکبیر والذکر والانثی.**" رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں صدقہ فطر کو چھوٹے بڑے، مرد اور عورت پر فرض کیا۔ اسی طرح اور بہت سی مثالیں ہیں۔

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں (۳۷۳/۲) "شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث امت محمدیہ میں سے اولین و آخرین جمہور امت کے نزدیک علم یقینی کا فائدہ پہونچاتی ہے۔ سلف کے درمیان تو اس کے بارے میں کوئی نزاع سرے سے تھا ہی نہیں، خلف کے اندر بھی ائمہ اربعہ کے اصحاب میں سے بڑے فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ یہ مسئلہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی تمام مذاہب کی کتابوں میں منقول ہے۔ مثال کے طور پر حنفیہ میں سرخسی اور ابوبکر رازی۔ شافعیہ میں سے شیخ ابو حامد، ابو الطیب اور شیخ ابو اسحاق، مالکیہ میں سے ابن خویز

Www.IslamicBooks.Website

مسند اد وغیرہ، اور حنبلیہ میں سے قاضی ابو یعلی، ابن ابی موسیٰ اور ابو الخطاب وغیرہ، اور متکلمین میں سے ابو اسحاق اسفرائینی، ابن فورک اور ابو اسحٰق نظام کی کتابیں۔

اسے ابن صلاح نے ذکر کیا ہے، اس کی تصحیح کی ہے اور اس کو مختار قرار دیا ہے لیکن اس کے قائلین کی کثرت معلوم نہیں ہے تا کہ اسے تقویت دی جا سکے، ابن صلاح نے یہ قول صحیح دلیل کی بنیاد پر اختیار کیا ہے۔ جن بزرگوں نے ان پر اعتراض کیا ہے گو وہ صاحب علم اور دین دار ہیں، لیکن انھیں اس مسئلے میں پورا درک نہیں ہے۔ انھوں نے یہ سمجھا کہ ابو عمرو ابن الصلاح نے یہ بات کہہ کر جمہور سے الگ رائے قائم کی ہے۔ کریں کیا وہ بھی معذور ہیں کیوں کہ وہ ان مسائل میں جو مرجع پاتے ہیں وہ ابن حاجب کی تحقیقات ہیں۔ اگر ایک درجہ اوپر آتے ہیں تو سیف آمدی اور ابن الخطیب تک پہونچتے ہیں اور اگر ان کی سند اور عالی ہوئی تو وہ غزالی، جوینی اور باقلانی تک پہونچتے ہیں۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) تمام محدثین شیخ ابو عمرو کے بیان کردہ مذہب پر ہیں۔ جمہور کے قول کی دلیل یہ ہے کہ امّت کا خبر واحد کو تصدیقاً اور عملاً ہاتھوں ہاتھ لینا سب کا اجماعی مسئلہ ہے اور امت ضلالت کے اوپر اکٹھی نہیں ہو سکتی مثلاً وہ اگر کسی عموم یا مطلق سے ثابت ہونے ولی چیز پر، یا کسی حقیقت کے نام پر، یا کسی قیاس سے ثابت ہونے والی چیز پر اکٹھی ہو جائے تو وہ خطاء پر اکٹھی نہیں ہو سکتی اور اگر امت میں سے صرف کسی ایک شخص کو دیکھا جائے تو وہ خطاء سے محفوظ نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ عصمت اجتماعی حیثیت سے ثابت ہوتی ہے۔ جیسا کہ متواتر خبر کے اندر رواۃ میں سے ایک ایک کے لئے انفرادی حیثیت سے خطاء اور کذب کا صدور جائز ہے۔ کل کے مجموعے سے نہیں۔ اور یہ تو متعین ہے کہ پوری امت روایت کرنے اور رائے قائم کرنے میں خطاء سے محفوظ اور معصوم ہے۔

(آپ فرماتے ہیں کہ) ایک ایک کی انفرادی بات اپنے شرائط کے اعتبار سے کبھی ظن کے درجہ میں ہوتی ہے لیکن اگر قوت آ گئی تو علم بن جاتی ہے اور اگر ضعف آ گیا تو وہ وہم اور فاسد خیال بن جاتی ہے۔

☆ (آپ فرماتے ہیں) خوب جان لو کہ بخاری اور مسلم کی اکثر حدیثیں اسی قبیل سے

Www.IslamicBooks.Website

ہیں جیسا کہ شیخ ابو عمرو اور ان سے پہلے حافظ ابو طاہر سلفی وغیرہ جیسے علماء نے کہا ہے، پھر جس حدیث کو محدثین اور علماء حدیث نے قبول کیا اور اس کی تصدیق کی اس سے علم یقینی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ متکلمین اور اصولیین کی بات کا کوئی اعتبار نہیں، کیوں کہ کسی دینی چیز پر اجماع میں خاص اس چیز کے ماہرین کا اعتبار کیا جاتا ہے دوسروں کا نہیں، مثلاً شرعی احکام پر اجماع میں صرف علماء شریعت ہی کا اعتبار ہوگا متکلمین، نحاۃ اور اطباء کا نہیں۔ اسی طرح کسی حدیث کے صحیح ہونے پر اجماع میں انھیں لوگوں کا اعتبار ہوگا جو حدیث، طرقِ حدیث اور عللِ حدیث کی معرفت رکھنے والے ہیں۔ اور ایسے لوگ ''علماء حدیث'' ہیں جو اپنے نبی کے حالات پر پوری دستگاہ رکھتے، ان کے اقوال وافعال کو ضبط کرتے ہیں اور مقلدین اپنے متبوعین کے اقوال پر جتنی توجہ دیتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ توجہ وہ (یعنی محدثین) احادیث پر دیتے ہیں۔ علم متواتر جس طرح عام اور خاص کی طرف منقسم ہوتا ہے اور بعض چیزیں خواص کے نزدیک متواتر ہوتی ہیں اور دوسروں کو وہ چیز معلوم بھی نہیں ہوتی چہ جائیکہ ان کے نزدیک متواتر ہو، ٹھیک اسی طرح سے محدثین اپنے نبی کی سنت پر بہت زیادہ توجہ دینے اور ان کے اقوال وافعال اور احوال کو منضبط کرنے کے باعث، اس کا ایسا علم رکھتے ہیں کہ اس میں انھیں ذرہ برابر بھی شک و شبہ نہیں ہوتا، جب کہ دوسروں کو اس کا قطعاً کوئی شعور ہی نہیں ہوتا۔

افادۂ علم میں خبر شرعی کو دوسری خبروں پر قیاس کرنے کا فساد

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (۳۶۸/۲) جس شخص نے خبر واحد کے علم یقینی کے فائدہ پہنچانے کا انکار کیا ہے اس نے قیاس فاسد کی جہت سے انکار کیا ہے، اس نے امت کے لئے عمومی شریعت کو، یا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کے متعلق رسول اللہ سے نقل کی گئی خبر کو ایک خاص معاملے میں شہادت دینے والے کی خبر پر قیاس کیا ہے۔ دونوں کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے خبر دینے والے کے بارے میں اگر مان لیا جائے کہ اس نے عمداً جھوٹ بولا ہے، یا خطاءً، لیکن اس کے جھوٹ پر دلالت کرنے والی کوئی

Www.IslamicBooks.Website

چیز ظاہر نہیں ہوسکتی ہے تو اس شخص پر مخلوق کو گمراہ کرنے کا الزام عائد ہوگا۔ یہاں تو بات ایسی خبر کی چل رہی ہے جسے امت کے اندر تلقی بالقبول حاصل ہے۔ امت نے اس کے بموجب عمل کیا اور اس سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال کو ثابت کیا ہے، تو جس خبر کا شرعاً قبول کرنا واجب ہوتا ہو وہ باطل نہیں ہوگی۔ خصوصاً اس صورت میں جب پوری امت نے اسے قبول کیا ہو۔ اسی طرح ہر اس دلیل کے بارے میں کہنا ضروری ہے جس کی اتباع شرعاً واجب ہے کہ وہ حق ہی ہوگا اور اس کا مدلول نفس الامر میں ثابت ہوگا۔ یہ اس صورت کی بات ہے جس میں ہم اللہ تعالیٰ کی تشریع، اور اس کے اسماء وصفات سے متعلق خبر دے رہے ہوں۔ معین مشہود علیہ معین شہادت کا مسئلہ اس سے مختلف ہے اس میں تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفس الامر میں اس کا مقتضی ثابت نہیں ہوتا۔

اس مسئلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس خبر کے ذریعہ امت سے عبادت کرائی اور رسول اللہ ﷺ کی زبانی اپنے اسماء وصفات کو ثابت کر کے اپنے آپ کو پہچوایا وہ خبر نفس الامر میں کذب اور باطل نہیں ہوسکتی، کیوں کہ وہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اور اللہ تعالیٰ کی حجت کذب اور باطل نہیں ہوتی، بلکہ واقعی اور نفس الامری اعتبار سے صرف حق ہوتی ہے۔ حق اور باطل کی دلیلیں برابر درجہ کی نہیں ہوسکتیں اور نہ یہی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت اور اس کے دین کے متعلق جھوٹی بات ان چیزوں کے مشابہ ہو جائے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیا ہے۔ اور جس کے ذریعے مخلوق، اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہی ہے، اور یہ مشابہت ایسی ہو کہ حق اور باطل میں امتیاز نہ ہوسکتا ہو۔ کیوں کہ حق و باطل، صدق و کذب، وحی شیطان اور فرشتے کی اللہ کی طرف سے وحی کے درمیان اس سے کہیں زیادہ واضح اور ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے ملتبس ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے حق پر سورج کی سی روشنی ڈال رکھی ہے جو روشن نگاہوں کو معلوم پڑتی ہے اور باطل کو رات کی تاریکی اڑھا دیا ہے۔ یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں کہ آنکھ کے اندھے پر رات، دن سے ملتبس ہو جائے۔ اسی طرح دل کے اندھے پر حق، باطل سے ملتبس ہوسکتی ہے، چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے فیصلے میں فرماتے ہیں:

Www.IslamicBooks.Website

"حق کو جس نے بھی کہا اسے لے لو کیوں کہ حق پر نور ہوتا ہے۔"

لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں سے اعراض کرنے کے باعث دل تاریک اور آنکھیں اندھی ہو جائیں اور اقوال رجال پر اکتفاء کر لینے کے باعث تاریکی مزید بڑھ جائے تو ایسے لوگوں پر حق، باطل سے ملتبس ہو جاتا ہے اور وہ ان صحیح حدیثوں کا "جھوٹ ہونا" جائز قرار دیتے ہیں جنھیں امت کے عادل ترین لوگوں نے روایت کیا ہے اور ان جھوٹی باطل اور گھڑی ہوئی حدیثوں کا صحیح اور سچ ہونا جائز قرار دے دیتے ہیں جو ان کی خواہشات کے موافق ہوتی ہیں اور پھر وہ ان سے استدلال کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں (۳۷۹/۲) "ظالم اور جاہل متکلمین، صدیق، فاروق اور ابی بن کعب کی خبروں کو ایک عام آدمی کی خبر پر قیاس کرتے ہیں، حالانکہ دونوں راویوں کے درمیان واضح فرق موجود ہے۔ آخر اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو علم کا فائدہ نہ پہنچانے میں، صحابہ میں سے ایک آدمی کی خبر اور عام لوگوں میں سے ایک آدمی کی خبر کے درمیان برابری دکھائے۔ ایسا شخص ٹھیک ویسے ہی ہے جیسے کسی نے علم وفضل اور دینداری میں ان لوگوں کو برابر کر دیا ہو۔

آپ فرماتے ہیں (۳۷۹/۲):

حدیث آحاد کے متعلق علم یقینی کا فائدہ نہ پہونچانے کے دعویٰ کا سبب حدیث سے جہالت ہے۔

اگر یہ لوگ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خبریں اور صحیح حدیثیں علم کا فائدہ نہیں پہونچاتیں تو یہ دراصل اپنے بارے میں اطلاع دیتے ہیں کہ انھوں نے ان حدیثوں سے علم نہیں حاصل کیا ہے۔ وہ اپنے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے بالکل سچے ہیں۔ لیکن یہ اطلاع دینے میں جھوٹے ہیں کہ یہ اہل الحدیث اور محدثین کے لئے بھی علم کا فائدہ نہیں پہونچاتی۔

آپ فرماتے ہیں (۴۳۲/۲) ان لوگوں کو جب وہ طرق واسانید حاصل نہیں جو اہل

Www.IslamicBooks.Website

الحدیث کو ان حدیثوں سے استفادۂ علم کے لئے حاصل ہوئے تو ان کا یہ کہنا کہ ہم نے ان حدیثوں سے علم کا فائدہ نہیں اٹھایا یہ اس سلسلے کی عام نفی کو مستلزم نہیں ہے۔ یہ تو اس استدلال کی طرح ہوگا کہ ایک چیز کا پانے والا اور اس کے بارے میں علم رکھنے والا اس کا نہ تو پانے والا ہے نہ جاننے والا۔ ایسا آدمی اس شخص کی طرح ہے جو اپنے اندر تکلیف یا لذت یا محبت یا نفرت پاتا ہو تو ایک آدمی کو اس لئے متعین کر دے کہ وہ یہ استدلال کرے کہ اسے تکلیف نہیں، اسے درد نہیں، اسے محبت نہیں اور اسے نفرت نہیں۔ اس کی مثالیں بہت سی ہو سکتی ہیں جن کی غایت یہ ہوگی کہ جو چیز تمہیں ملی ہے وہ میں نے نہیں پائی، اگر وہ بات حق ہوتی تو میں اور تم دونوں اس کے پانے میں شریک ہوتے، ظاہر ہے یہ عین باطل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

''میں اس ملامت کرنے والے سے کہتا ہوں جو اپنی ملامت کو حق بتاتا ہے کہ ذرا محبت کا مزہ چکھ لو پھر ملامت کر سکو، تو کرو۔''

جو لوگ خبر واحد سے افادۂ علم کے منکر ہیں ان سے کہا جائے گا کہ پہلے اپنی توجہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں پر کرو، ان کے حریص بنو، ان کا تتبع کرو، ان کو اکٹھا کرو، ان کے ناقلین کے حالات اور ان کی سیرت کی معرفت حاصل کرو، احادیث کے سوا تمام چیزوں سے منھ پھیر لو، انھیں انتہائے مقصود اور منتہائے آرزو بنا لو۔ بلکہ اور مذاہب کے اَتباع اپنے ائمہ کے مذاہب کے اندر جس مہارت کے حریص ہوتے ہیں کہ انھیں اس سلسلے میں بایں طور علم ضروری حاصل ہوتا ہے کہ یہ انھیں ائمہ کے مذاہب اور اقوال ہیں اور اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو وہ اس کا مذاق کرتے ہیں، اس طرح حریص تم احادیث کے ہو لو، پھر جان لو گے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں علم یقین کا فائدہ دیتی ہیں یا نہیں۔ اور اگر تم احادیث سے اور احادیث کی تلاش و جستجو سے اعراض کرتے رہو تو یہ تمہیں علم کا فائدہ نہیں دے سکتیں۔ اب اگر تم کہو کہ وہ تمہیں ظن کا بھی فائدہ نہیں پہونچاتیں، تو تم احادیث سے ملے ہوئے اپنے حصے اور نصیبے کی اطلاع دے رہے ہو۔''

Www.IslamicBooks.Website

حدیث کے بارے میں بعض فقہاء کے موقف اور سنت سے ان کی ناواقفیت کی دو مثالیں

میں کہتا ہوں اور یہ تو ایک حقیقت ہے جسے علم حدیث سے شغل رکھنے والا، اس کے اسانید اور الفاظ کا تتبع کرنے والا، بعض روایتوں کے سلسلے میں بعض فقہاء کے موقف سے آگاہی رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے۔ اس کے لئے میں صرف دو مثالیں بیان کر رہا ہوں ایک پرانی ہے دوسری نئی۔

اوّل:- حضور ﷺ کا فرمان ہے: **"لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب"** اس شخص کی صلاۃ نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

اس کی تصریح صحیحین میں کی گئی ہے۔ حنفیہ نے اسے محض اس دعویٰ کی بنیاد پر رد کر دیا کہ یہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ (المزمل/۲۰) جو کچھ قرآن سے میسر ہو پڑھو۔

حنفیہ نے اپنے خیال کے مطابق تاویل یہ کی ہے کہ یہ خبر واحد ہونے کے ناطے مردود ہے۔ حالانکہ امیر المومنین فی الحدیث (امام بخاری رحمہ اللہ) نے اپنی کتاب "جزء القراءۃ" کے شروع ہی میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ حدیث رسول ﷺ سے متواتر طور پر ثابت ہے۔ کیا خیال ہے؟ کیا ان لوگوں پر ضروری نہیں تھا کہ حدیث میں اختصاص رکھنے والے اس امام کے علم سے استفادہ کرتے۔ اس حدیث کے متعلق خبر واحد ہونے کی اپنی رائے بدل دیتے اور اسے آیت سے ملاتے اور اس سے آیت کی تخصیص کرتے۔ یہ ساری تاویلیں یہ جاننے کے باوجود کی گئی ہیں کہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ صلوٰۃ اللیل (تہجد) کے سلسلے کی ہے، صلاۃ میں فرض قرأت کے سلسلے کی نہیں ہے۔

دوم:- اخیر زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حدیث۔ یہ بھی صحیحین میں

Www.IslamicBooks.Website

مروی ہے۔ چند سال ہوئے اس کے بارے میں مشائخ ازہر سے سوال کیا گیا تھا تو ان میں سے ایک نے مجلّہ "الرسالہ" کے اندر جواب دیا تھا کہ یہ خبر واحد ہے اور اس کی سندوں کا دارو مدار وہب بن منبہ اور کعب احبار پر ہے۔ حالانکہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے اندر معرفت اور اختصاص رکھنے والے اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔

خود میں نے شخصی طور پر نبی ﷺ تک اس کی پہونچنے والی سندوں کا تتبع کیا تو معلوم ہوا کہ اسے لگ بھگ چالیس صحابہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے علی الاقل بیس سندیں صحیح ہیں۔ بعض صحابیوں کی روایت بعض رواۃ سے ایک سے زائد صحیح سندوں سے صحیحین سنن، مسانید اور معاجم وغیرہ کتب حدیث میں آئی ہوئی ہیں۔

یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ ان تمام سندوں میں کہیں بھی وہب اور کعب کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔

میں نے مذکورہ تلاش و جستجو کا خلاصہ دو صفحوں میں لکھ کر انھیں دنوں اس امید پر "الرسالہ" میں بھیج دیا تھا کہ بطور خدمت علم ان کی اشاعت ہو جائے گی، لیکن اسے شائع نہیں کیا گیا۔

سیکڑوں مثالوں میں سے یہ دو مثالیں ہیں جو بتا رہی ہیں کہ اہل علم نے حدیث نبوی پر وہ توجہ نہیں دی جو انھیں اس اعتبار سے دینی لازم تھی کہ وہ اسلامی شریعت کا ایسا دوسرا سرچشمہ ہے، جس کے بغیر پہلے سرچشمے کو صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کی حدیثوں کے بارے میں اس رسوا کن جہالت میں جا گرے اور ان کے ماننے سے اس طرح کا واضح انحراف کیا حالاں کہ یہ قطعی ہے کہ اسے نبی ﷺ لائے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ.﴾ (الحشر/ ۷)

"اور رسول جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو۔"

ان لوگوں نے کچھ کو لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا، جس نے ایسا کیا اس کا بدلہ کچھ نہیں، سوائے..

Www.IslamicBooks.Website

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ہر اس حدیث پر ایمان رکھے جو محدثین کے یہاں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو، خواہ وہ عقائد کے باب کی ہو یا احکام کے باب کی، متواتر ہو یا آحاد، آحاد سے خواہ قطعیت اور یقین کا فائدہ پہونچتا ہو یا ظنِّ غالب کا، جیسا کہ گزرا، بہر حال ان تمام کے سلسلے میں واجب ہے کہ ان پر ایمان لایا جائے اور انھیں مان لیا جائے ایسا کر کے مومن اس ''استجابت'' کو بجا لاسکتا ہے جس کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قول میں دیا گیا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلَّهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللَّهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ.﴾ (الانفال/۲۴)

''اے مومنو! اللہ اور رسول جب تم کو ایسی چیز کے لئے پکاریں جو تم کو زندگی عطا کرتی ہے تو سن لو اور اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان حائل رہتا ہے۔ اور یہ بھی جان لو کہ تم سب لوگ اسی کے پاس اکٹھا کئے جاؤ گے۔''

اس کے علاوہ اور وہ بہت سی آیتیں ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے شروع ہی میں ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ پہونچائے گا۔ اسے اپنی رضا کے لئے خالص کر لے گا اور اسے اپنی کتاب کا حامی اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کے لئے خادم بنا لے گا۔

☆☆☆

Www.IslamicBooks.Website

چوتھی فصل

تقلید اور تقلید کو مذہب و دین بنالینا

تقلید کی حقیقت اور اس سے تحذیر

تقلید لغت میں اس قلادہ سے ماخوذ ہے جسے انسان دوسرے کے گلے میں پہنا دیتا ہے۔اسی سے ہے "تقلید الھدیٰ" (قربانی کے جانور کو قلادہ پہنانا) گویا کہ مقلد جس چیز میں مجتہد کی تقلید کرتا ہے وہ اس قلادہ کی طرح سے ہے جو اس شخص کی گردن میں ہوتا ہے جس کو قلادہ پہنایا جاتا ہے۔

اور اصطلاحاً تقلید "غیر کی بات پر بلا دلیل عمل کرنے" کو کہتے ہیں۔اس تعریف کی بنیاد پر، رسول اللہ ﷺ کے قول پر اور اجماع پر عمل کرنا، عام آدمی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا عادل شخص کی شہادت کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہوگا۔کیوں کہ ان چیزوں میں دلیل موجود ہے۔(۱)

اس اصولی نص سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اوّل:- یہ کہ تقلید نفع بخش علم نہیں ہے۔

دوم:- یہ کہ یہ عامی اور جاہل آدمی کا کام ہے۔

ان دونوں چیزوں پر تھوڑا سا غور کر کے ان کی حقیقت کو بیان کرنا اور ان میں سے ہر ایک پر اقوال ائمہ سے استشہاد کرتے ہوئے کتاب وسنت کی روشنی میں نظر ڈالنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ہم اماموں کے بزعم خویش متبعین کے حالات پر نظر ڈالیں گے اور ان کے اماموں کے فرمودات کے مطابق ان کی اتباع کی صحت پرکھیں گے۔

---

(۱) ارشاد الفحول ص ۲۳۴۔میں کہتا ہوں کہ اس چیز کی رعایت مناسب ہے کہ علامہ شوکانی نے عامی کے مفتی کی طرف رجوع کرنے کو تقلید۔سے اس اصطلاح کی بنیاد پر خارج قرار دیا ہے جس کو انھوں نے بیان کیا ہے، اس لئے اس کا لغت میں بعینہٖ تقلید ہونا اس کے منافی نہیں ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

۱-تقلید علم نہیں ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بہت سی آیتوں کے اندر اس کی مذمت کی ہے، جبھی تو ائمہ متقدمین نے یکے بعد دیگرے مسلسل اس سے روکا ہے۔ امام اندلس ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی بیش قیمت کتاب "جامع بیان العلم وفضله." کے اندر اس کی تحقیق کے لئے ایک مخصوص باب باندھا ہے۔ ان کی بات کا خلاصہ یہ ہے (۲/۱۰۹-۱۱۴) "تقلید کی خرابی، اس کی ممانعت اور تقلید اور اتباع کے درمیان فرق کا باب"

اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ جگہوں پر تقلید کی مذمت کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿أتخذوا أحبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله.﴾ (البراءة/۳۱)

"لوگوں (یہودیوں) نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔"

حضرت حذیفہ وغیرہ سے مروی ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت نہیں کی تھی البتہ انھوں نے جو کچھ ان کے لئے حلال کیا اور جو کچھ ان پر حرام کیا اس کو انھوں نے مان لیا تھا۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میری گردن میں صلیب پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا عدی! اس بت کو اپنی گردن سے نکال دو میں آپ کے پاس پہونچا تھا تو آپ سورہ برأت کی تلاوت فرمارہے تھے جب اس آیت پر پہونچے۔

﴿اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله.﴾ (البراءة/۳۱)

لوگوں (یہودیوں) نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔

تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے ان کو رب نہیں بنایا تھا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟۔ کیا یہ بات نہیں تھی کہ تمہارے اوپر جو چیز حرام تھی اسے وہ حلال کردیتے تھے تو تم اسے حلال مانتے تھے اور جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کیا تھا اسے وہ حرام کردیتے تھے تو تم اسے حرام مانتے ہے؟ میں نے کہا ضرور! آپ نے فرمایا یہی ان کی عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا

Www.IslamicBooks.Website

وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلَى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلَى آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ. قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَى مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَ كُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ.﴾ (الزخرف/۲۳-۲۴)

اس طرح ہم نے آپ سے پہلے جس گاؤں میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے مالداروں نے کہا ہم نے اپنے آباء کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم انھیں کے آثار کی پیروی کررہے ہیں تو اس نے کہا کیا اگر چہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ ہدایت کی چیز لایا ہوں جس پر تم نے اپنے آباء کو پایا ہو!۔

اس طرح باپ دادا کی اقتداء نے ان کو ہدایت قبول کرنے سے روک دیا اور ان لوگوں نے جواباً کہا:

﴿إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ.﴾ (الزخرف/۲۴)

ہم سب ان تمام چیزوں کے منکر ہیں جنھیں دے کر تم بھیجے گئے ہو۔

اللہ عزوجل نے کافروں پر عیب لگاتے ہوئے اور ان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ. قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا لَهَا عَابِدِينَ.﴾ (الانبیاء/۵۳-۵۴)

یہ کیا مجسمے ہیں جن کے لئے تم اعتکاف کرتے ہو، انھوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو انھیں کی عبادت کرتے پایا ہے۔

اس طرح آباء اور روسا کی تقلید کی مذمت قرآن میں بہت کافی ہے۔ علماء نے تقلید کے بطلان پر انھیں آیتوں سے استدلال کیا ہے۔ ان لوگوں کا (جن کا ذکر آیت میں ہے) کافر ہونا ان آیتوں سے علماء کے استدلال کے راستے میں مانع نہیں ہوا، کیوں کہ یہاں تشبیہ ایک کے کافر دوسرے کے مومن ہونے کے اعتبار سے نہیں آئی ہے، بلکہ تشبیہ دونوں تقلیدوں میں مقلد کے پاس کسی حجت کے نہ ہونے کے بارے میں دی گئی ہے۔ جیسے ایک آدمی نے تقلید کرکے کفر کیا دوسرے نے تقلید کرکے گناہ کیا اور تیسرے نے کسی مسئلہ میں تقلید کی تو اس کی علت میں غلطی کر گیا۔ ان میں سے ہر ایک بلا دلیل تقلید کرنے کی وجہ سے قابل ملامت ہوگا۔ اس لئے کہ اس

Www.IslamicBooks.Website

میں سے ہر ایک تقلید ہے اور ہر ایک دوسرے کے مشابہ ہے۔ گناہ کے اندر گوفرق ہو۔

اس کے بعد امام اندلس نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں:

"عالم ہو جاؤ یا متعلم اس کے درمیان ہر ایک کی رائے ماننے والے نہ بنو۔"

ابن مسعود سے دوسری سند سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

ہم جاہلیت کے زمانہ میں امّعۃ اس شخص کو کہتے تھے جسے کھانے پر بلایا جاتا تو اپنے ساتھ غیر کو بھی لے جاتا۔ اور آج تم میں امّعۃ وہ شخص ہے جو اپنے دین پر لوگوں کو سوار کرے (۱) آپ کی مراد مقلد سے ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ:

"عالم کی لغزشوں کی پیروی کرنے والوں کے لئے ویل ہو۔ کہا گیا آخر یہ کیسے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عالم اپنی رائے سے کوئی بات کہتا ہے اس کے بعد اسے کوئی ایسا شخص مل جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو اس سے زیادہ جانتا ہے اس لئے وہ اپنی بات چھوڑ دیتا ہے اور متبعین اسے کرتے جاتے ہیں۔

اس کے بعد علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: علماء گذر جائیں گے اس کے بعد لوگ جاہل لوگوں کو اگوا بنالیں گے ان سے وہ پوچھیں گے تو وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے، اس طرح وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (۲)

یہ سب چیزیں ہر اس شخص کے لئے تقلید کی نفی اور اس کا ابطال کرتی ہیں جو انھیں سمجھتا

---

(۱) ابن الاثیر کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے اس شخص کو مراد لیا ہے جو دین میں ہر شخص کی تقلید کرتا ہے۔ یعنی اپنے دین کو بلا کسی حجت و دلیل اور بلا کسی تدبر کے غیر کے دین کے تابع کر دیتا ہے۔ "محقب کا لفظ "الارداف علی الحقیبة" سے لیا گیا ہے (یعنی سوار کا اپنے پیچھے رکھی ہوئی تھیلی پر سوار کرنا۔ (البانی)۔

ابن فارس کی مقائیس اللغة میں ہے "إمّعة" موٹی سمجھ والا جو ہر شخص سے کہے میں تمہارے ساتھ ہوں۔

(۲) اسی کے مثل بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے، اس کی تخریج میری کتاب "الروض النضیر، میں رقم ۵۴۹ کے تحت کی گئی ہے اس کے الفاظ بھی آگے آرہے ہیں۔"

Www.IslamicBooks.Website

اوران کی ہدایت سے فیض یاب ہوتا ہے۔ چوں کہ ائمہ امصار کا تقلید کے فساد کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے اس سے زیادہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا، یہ بات علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین (۲/۲۹۴-۲۹۸) میں نقل کی ہے۔

آپ دوسری جگہ فرماتے ہیں، تقلید کر کے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے کیوں کہ تقلید علم نہیں اور بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے، لوگوں کے درمیان اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ تقلید علم نہیں ہے۔ اور مقلد پر عالم کا اطلاق نہیں ہوسکتا ہے۔" (اعلام ۱/۵۱)

اسی طرح علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ" مقلد کو عالم نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ ابوالحسن سندی حنفی نے ابن ماجہ پر اپنے پہلے حاشیہ میں نقل کیا ہے۔

علامہ شوکانی نے (ارشاد الفحول ص ۲۳۶ میں) اسے جزماً کہا ہے کہ" تقلید جہل ہے، علم نہیں ہے۔" یہ اس کے عین موافق ہے جو کتب احناف میں ہے کہ عہدۂ قضاء پر جاہل کو فائز کرنا جائز نہیں ہے۔ یہاں جاہل کی تفسیر علامہ ابن الہمام نے مقلد کے ساتھ کی ہے۔

تقلید سے ائمہ کی ممانعت

ائمہ مجتہدین کے اقوال بہت کثرت سے آئے ہیں جن میں انھوں نے اپنی یا دوسروں کی تقلید سے سختی سے روکا ہے۔

☆ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کسی بھی شخص کے لئے ہمارے قول سے استدلال کرنا جائز نہیں جب تک وہ یہ نہ جانتا ہو کہ ہم نے اسے کہاں سے لیا ہے۔"

ایک روایت میں ہے:

"جو شخص میری دلیل نہ جانتا ہو اس پر میرے کلام سے فتویٰ دینا حرام ہے کیوں کہ ہم انسان ہیں، آج ایک بات کہتے ہیں کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔

☆ امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

"میں انسان ہوں، کبھی صواب کو پہونچتا ہوں کبھی خطا کر جاتا ہوں، اس لئے میری

Www.IslamicBooks.Website

بات پر نظر ڈالو اس میں سے جو بھی کتاب وسنت کے موافق ہو اسے لے لو اور جو بھی کتاب و سنت کے موافق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔"

☆ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت معلوم ہوگئی اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے قول کی وجہ سے سنت چھوڑ دے۔"

اور فرمایا:

"اگر محدثین کے یہاں کوئی حدیث صحیح سند سے ثابت ہو اور میری بات کے مخالف ہو، تو میں اپنی بات سے زندگی میں اور موت کے بعد رجوع کر رہا ہوں۔"

نیز فرمایا:

"جو کچھ بھی میں نے کہا اگر میرے قول کے خلاف نبی ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہو تو حدیث نبی اولیٰ اور بہتر ہے۔ میری تقلید مت کرو۔"

☆ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تم لوگ میری تقلید کرو نہ مالک کی نہ شافعی کی، نہ اوزاعی کی، نہ ثوری کی بلکہ تم بھی اس جگہ سے لو جہاں سے انھوں نے لیا ہے۔ (۱)

ائمہ کرام کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انھوں نے کہا ہے:

"جب صحیح حدیث ثابت ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔"

اس کے علاوہ ان لوگوں سے بہت سے اقوال منقول ہیں۔ اس کا ایک بہتر انتخاب میں نے اپنی کتاب "صفۃ صلوٰۃ النبی" کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔"

یہاں جتنا ذکر کیا ہے اتنا ہی کافی ہے۔

---

(۱) صفۃ صلوٰۃ النبی ص۲۳-۳۴

Www.IslamicBooks.Website

علم صرف اللہ اور رسول کا قول ہے

جب علماء کے یہاں تقلید کی یہ حالت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اہل علم دلائل کے ذریعہ حق پہچاننے کی قدرت رکھتے ہیں، ان کے لئے فقہ پر کلام کرنا صرف انھیں چیزوں کی بنیاد پر جائز ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں۔ کیوں کہ علم دراصل انھیں دونوں میں ہے، اقوال رجال میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ "الرسالہ" ص ۱۴۱ رقم ۱۳۱-۱۳۲) میں فرماتے ہیں: "اہل علم کے لئے ضروری ہے کہ انھوں نے جس طرح جانا ہے اسی طرح کہیں۔ کچھ ایسے لوگوں نے علمی مسائل پر کلام کیا ہے جو اگر خاموش رہتے تو ان کی خاموشی ان کے کلام سے ان شاء اللہ زیادہ بہتر اور سلامتی کے زیادہ قریب ہوتی۔"

آپ دوسری جگہ فرماتے ہیں: (ص ۳۹/۱۲۰) "کسی بھی شخص کے لئے کسی حلال یا حرام چیز سے متعلق کچھ کہنا صرف اور صرف علم ہی کی بنیاد پر جائز ہے اور علم کی بنیاد یا تو کتاب اللہ پر آگاہی ہے یا سنت پر یا اجماع یا قیاس پر۔"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: (ص ۵۰۸/ ۱۴۶۷-۱۴۶۸) "اگر کسی نے بلا کسی یقینی آگاہی اور قیاس کے کوئی بات کہی تو وہ اس شخص کی بہ نسبت گناہ سے کافی قریب ہوگا۔ جس نے کوئی بات کہی اور وہ عالم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے بھی ماسبق علم کو بنیاد بنائے بغیر کچھ کہنا جائز نہیں کیا ہے اور اب علم کتاب وسنت اور اجماع وآثار اور وہ چیزیں ہیں جنھیں ان چیزوں پر قیاس کر کے جانا جائے۔"

مسلمانوں میں سے عوام تو درکنار خواص پر جو سب سے بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آج اور آج سے پہلے کئی صدیوں سے اکثر لوگ اس سے حد درجہ ناواقف تھے کہ "تقلید بری چیز ہے، وہ علم نہیں ہے، علم صرف اللہ کا اور رسول کا قول ہے، جس کے بارے میں معلومات کتاب وسنت کے نصوص، صحابہ کے آثار، اور ائمہ کے اقوال سے حاصل ہوتی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کسی بھی شخص کے حاشیۂ خیال میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ

Www.IslamicBooks.Website

جس علم کی تعریف کتاب وسنت میں کی گئی ہے وہ انھیں کے اندروارد عقائد واحکام کا علم ہے۔اور کتاب وسنت میں جن علماء کی تعریف کی گئی ہے وہ کتاب وسنت کے جاننے والے ہیں۔ ،ائمہ کے اقوال اوران کے اجتہادات کو جاننے والے نہیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ اسے انھیں اقوال واجتہادات میں حیران پائیں گے وہ ان میں سے کتاب وسنت کے موافق اور مخالف کونہیں جان پاتا۔اسی طرح جب وہ علامات قیامت کی حدیثیں پڑھتا ہےتو ان ائمہ میں سے کسی ایک کے باغ میں چکر لگا تا رہتا ہے۔مثلاً۔

یرفع فیُھا العلم و یظھر فیُھا الجھل. (متفق علیہ)

''قرب قیامت میں علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی۔''

تو وہ سمجھتا ہے کہ مقلد کا بھی علم اس میں داخل ہے جو در اصل جہالت ہے۔کیوں کہ مقلد کے پاس علم ہوتا ہی نہیں ہے جیسا کہ ائمہ سے نقل ہو چکا۔اسی طرح جب وہ نبی ﷺ کا قول:

ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء.'' (متفق علیہ)

''اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھین کر نہیں اٹھائے گا بلکہ اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو اٹھالے گا۔''

سنتا ہے تو اس کو مطلقاً تنبہ نہیں ہوتا کہ یہ لوگ صرف کتابُ اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے جاننے والے ہیں۔ بلکہ ہم نے کتنوں کو بارہا سنا ہے کہ وہ اس حدیث کو کسی شیخ تقلید کے انتقال کی مناسبت سے ذکر کرتے ہیں۔اس طرح وہ باقی حدیث:

''حتی اذا لم یترک عالما اتخذالناس رؤوسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم (ولفظ البخاری): برأیھم) فضلوا و اضلوا.''

یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں بچے گا تو لوگ کچھ جاہلوں کو اگوا بنالیں گے پھر ان سے پوچھیں گے تو وہ بلا علم کے فتویٰ دیں گے (بخاری کے الفاظ ہیں اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے)اس طرح وہ گمراہ ہوں گے اور گمراہ کریں گے۔''

Www.IslamicBooks.Website

کے سمجھنے میں بھی غلطی کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ عوام ہیں جو تقلیدی فقہ کو نہیں سمجھتے اور جنھیں مذاہب کی معرفت حاصل نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس صفت کے اندر وہ مقلدین داخل ہوتے ہیں، جنھوں نے ائمہ کے اجتہادات کی معرفت حاصل کرکے اور بغیر کسی بصیرت کے ان اجتہادات میں ان کی تقلید کرکے علم پر قناعت کرلیا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے علامہ ابن عبدالبر اندلسی کے کلام میں اس چیز کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ ہماری بات کی تائید علماء کے استدلال سے بھی ہوتی ہے جسے انھوں نے اسی حدیث سے اس چیز کے اوپر کیا ہے کہ ''مجتہد سے زمانہ خالی ہوسکتا ہے۔'' اس پوری تفصیل کے ساتھ جو فتح الباری (۲۴۴/۱۳) میں مذکور ہے۔ علماء نے اسی سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث میں علماء سے مراد مجتہدین ہیں اور رؤوس جہال سے مقلدین۔

اس تہ بتہ جہالت کا مخفی سبب دراصل حقیقت علم سے ان کی جہالت ہے اور اس عالم کو نہ جان پانا ہے جو آیتوں اور حدیثوں کا مصداق ہے، جب کبھی بھی ان میں اس کا ذکر آئے، مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر/۹)

کیا وہ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے، برابر ہوسکتے ہیں؟!

ارشاد باری ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾. (المجادلۃ/۱۱)

اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنوں کو اور ان کو جو علم دئے گئے ہیں باعتبار درجات بلند کرتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم. (الترمذی)(۱)

عابد کے اوپر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے معمولی آدمی پر میری فضیلت۔

آپ فرماتے ہیں۔

---

(۱) اس کی سند صحیح ہے جیسا کہ ہم نے اسے تخریج مشکوۃ-۲۱۳ کے اندر بیان کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

إذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث:- صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له. (مسلم)

جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل تین چیزوں کے علاوہ ہر چیز سے کٹ جاتا ہے (وہ تینوں یہ ہیں) صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا ایسی صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

ليس منا من لم يُجلَّ كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا حقه.

(حاکم) (۱)

وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے۔

ان کے علاوہ علم اور علماء کی فضیلت کی بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ حافظ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "جامع بیان العلم" کے اندر اس حقیقت کو بیان کرنے کے لئے ایک خاص باب باندھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں (۲/۲۳) "علم کے اصول اور ان کی حقیقت کی معرفت کا باب اور اس کا باب کہ کس چیز پر فقہ اور علم کا نام مطلقاً بولا جاتا ہے،" علامہ فُلّانی نے بھی اپنی کتاب (ایقاظ همم اولی الابصار ص ۲۳-۲۶) میں انھیں کی پیروی کی ہے۔ اس کے بعد دونوں اصحاب نے بعض وہ حدیثیں اور آیتیں ذکر کی ہیں جن کے لئے باب باندھا ہے۔ علامہ فلانی نے اس کو اپنے اس قول پر ختم کیا ہے۔ "میں کہتا ہوں کہ یہ احادیث و آثار اس چیز کی تصریح کرتی ہیں کہ علم کا اطلاق کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع یا ان چیزوں پر ہوتا ہے جو نص کی عدم موجودگی میں انھیں اصولوں پر قیاس کی گئی ہوں۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک جو قیاس کو جائز سمجھتے ہیں، ان چیزوں پر علم کا اطلاق نہیں ہوتا جسے اہل تقلید اور ارباب عصبیت کہہ گئے ہیں کہ علم انھیں کتابوں میں محصور ہے جو قیاس و رائے کی مذہبی کتابوں کی شکل میں مدون ہیں، گو ان میں

---

(۱) اس کی سند حسن ہے جیسا کہ تخریج الترغیب ۱/۴۶ میں بیان کیا گیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

سے کچھ چیزیں احادیث نبویہ کی نصوص کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔"

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تقلید بری چیز ہے، کیونکہ وہ علم نہیں جہالت ہے۔ علم حقیقی تو صرف کتاب وسنت اور انھیں دونوں کے سمجھنے کا علم ہے۔

دلیل جاننے سے عاجز شخص کے لئے تقلید کا جواز

کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہر شخص اس طرح کا عالم تو نہیں ہو سکتا؟ (جس کی نشان دہی آپ نے کی ہے) تو ہم کہیں گے کہ ہاں بات ایسے ہی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں نزاع کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ.﴾ (النحل/۴۳)

اگر تم لوگ علم نہیں رکھتے تو علم والوں سے پوچھ لو۔

نیز فرماتا ہے:

﴿فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا.﴾ (الفرقان/۵۹)

اس کے بارے میں باخبر آدمی سے پوچھ لو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی بابت فرماتے ہیں جو بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں: "الا سألوا حين جهلوا فانما شفاء العی السؤال."

ان لوگوں نے جب نہیں جانا تو پوچھا کیوں نہیں؟ عاجزی کی شفاء سوال میں تھی۔

ان دلائل کے باوجود بحث استطاعت رکھنے والوں اور نہ رکھنے والوں کی تحدید کے سلسلے میں تھی ہی نہیں، بلکہ سیاق کلام بتا رہا ہے کہ یہ ان خواص کے بارے میں ہے جن کے متعلق اہل علم ہونے کا گمان ہے اور یہ خیال ہے کہ تمام مسائل کی یا کم سے کم بعض مسائل کی دلیل کے ساتھ معرفت ان کے بس میں ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ اقوال مذہب کے عالم ہیں، کتاب وسنت سے نابلد ہیں۔ پھر تو اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا، خصوصاً اس وقت جب کہ اس فصل کے شروع میں میں نے یہ ذکر کر دیا ہے کہ مذکورہ اصولی نص سے ہمیں دو اہم چیزوں کا

Www.IslamicBooks.Website

فائدہ حاصل ہوا ہے۔

پہلی چیز:- یہ کہ تقلید نفع بخش علم نہیں ہے۔اس کی اتنی وضاحت ہو چکی کہ ان شاء اللہ کافی ہوگی۔

دوسری چیز:- یہ کہ یہ عامی اور جاہل کا کام ہے۔اس طرح وہ عالم جو دلائل کی معرفت پر قدرت رکھتا ہو اس حکم سے خارج ہو جاتا ہے، یہ تو ایسا شخص ہے جس کا کام تقلید نہیں اجتہاد ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جس کی وضاحت دوسری چیز کی تشریح سے ہوگی۔اس لئے میں کہتا ہوں کہ ابن عبدالبر نے اس عبارت کے بعد لکھا ہے جو بھی ان سے مختصراً نقل ہوئی ہے:

''یہ تمام چیزیں غیر عامیوں کے لئے ہیں، عوام کے لئے تو کسی مسئلہ کے درپیش ہونے پر اپنے علماء کی تقلید ضروری ہے کیوں کہ وہ محل حجت کو سمجھتے ہی نہیں اور بات کو نہ سمجھنے کے ناطے اس کے علم تک ان کی پہونچ ہی نہیں ہوتی ہے، کیونکہ علم کے بہت سے درجات ہیں، ان میں سے اوپر والا درجہ نیچے والے کے حاصل کئے بغیر نہیں پایا جا سکتا۔ یہی چیز ہے جو عوام کے اور دلیل طلب کرنے کے درمیان حائل ہے۔ واللہ اعلم

علماء کا اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عوام پر علماء کی تقلید ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ.﴾ (النحل/۴۳)

''اگر تم نہیں جانتے ہو تو علم والوں سے پوچھ لو۔''

سے یہی لوگ مراد ہیں۔اس بات پر تمام لوگوں کا اجماع ہے کہ نابینا کو جب قبلہ کے بارے میں دشواری ہو تو اسے معلوم کرنے کے لئے کسی ایسے شخص کی تقلید ضروری ہے جس پر اسے اعتماد ہو۔ اسی طرح وہ شخص بھی ہوگا جو اپنا دین اختیار کرنے کے سلسلے میں علم اور بصیرت نہیں رکھتا اس کے لئے عالم دین کی تقلید ضروری ہے۔ اسی طرح علماء کا اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ عوام کے لئے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔ اس کی وجہ (واللہ اعلم) ان چیزوں سے ناواقفیت ہے جن سے کسی چیز کا حلال کرنا اور کسی چیز کا حرام کرنا جائز ہوتا ہے اور جن سے علم کے

Www.IslamicBooks.Website

متعلق کچھ کہنا جائز ہوتا ہے۔"

لیکن میرا خیال ہے کہ عامی آدمی کے بارے میں مطلق بات کہنا اور یہ کہنا کہ اس کے لئے تقلید ضروری ہے اس میں کچھ بات ضرور ہے۔ کیوں کہ جب آپ کہتے ہیں کہ تقلید یہ ہے کہ غیر کی بات پر بغیر دلیل کے عمل کیا جائے تو بہت سے اوقات میں تو بعض ذہین عوام کے لئے دلیل کو جان لینا آسان ہوتا ہے کیوں کہ جو نص اس کے پاس پہونچی ہوتی ہے اس میں دلیل بالکل واضح ہوتی ہے۔ کون کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس جیسے فرمان:

"التیمم ضربة واحدة للوجه والکفین."

"چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لئے ہاتھ کو زمین پر ایک مرتبہ مارنا ہے۔"

میں اس کے لئے واضح دلیل نہیں ہے؟ بلکہ جو ذہانت میں اور کم درجہ کے ہیں ان کے لئے واضح ہے۔ اسی وجہ سے یہ کہنا بہتر ہے کہ جو شخص دلیل کی معرفت سے عاجز ہو اس کے لئے تقلید واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا۔ اس کی تائید علامہ ابن القیم کی اس بات سے ہوتی ہے جو اسی عنوان کے آخر میں آرہی ہے۔ چنانچہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ عالم خود بھی کبھی بعض مسائل میں تقلید کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جب اس کو ان مسائل میں اللہ اور رسول سے کوئی نص نہیں مل پاتی اور وہ اپنے سے زیادہ جان کار کے قول کے سوا اور کچھ نہیں پاتا ہے تو اس کی تقلید پر مجبور ہو جاتا ہے جیسا کہ امام شافعی نے بعض مسائل میں کیا ہے۔

اسی وجہ سے ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ (۲/۳۴۴) "یہ اہل علم کا کام ہے اور یہ ضروری ہے کیوں کہ تقلید صرف مجبور شخص کے لئے جائز ہے اور اگر کوئی شخص قدرت کے باوجود کتاب وسنت، اقوال صحابہ اور دلیل کے ذریعہ حق کی معرفت سے تقلید کی طرف منھ موڑ لیتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو مذبوح پر قدرت رکھنے کے باوجود مردار کو اختیار کرتا ہے۔ کیوں کہ اصل یہ ہے کہ غیر کا قول بلا دلیل نہ قبول کیا جائے لیکن مقلدین نے وقت ضرورت کی چیز کو اصل سرمایہ بنالیا۔

Www.IslamicBooks.Website

اہل مذاہب کی اجتہاد سے جنگ اور ہر شخص پر تقلید کا ایجاب

یہ بات تو واضح ہو چکی، اب اس چیز پر بحث کرنا باقی ہے جس کا ہم نے اس سے پہلے وعدہ کیا تھا، یعنی اقوال ائمہ کی اتباع کرنے والوں کے حالات پر نظر ڈالنا اور اس پر نظر ڈالنا کہ ائمہ کے اقوال کی اتباع ان کے لئے کہاں تک صحیح ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایک زمانے سے جمہور مشائخ مقلدین کا موقف نہایت عجیب وغریب رہا ہے کیوں کہ وہ جس وقت یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ احکام کے سمجھنے میں کتاب وسنت کی طرف مراجعت کرنے کے اہل نہیں ہیں اور یہ کہ ان کے لئے ائمہ کی تقلید ضروری ہے آپ انھیں ٹھیک اسی وقت دیکھیں گے کہ وہ جہالت کی طرف منسوب کئے جانے کو گوارا نہیں کرتے حالاں کہ ان کے علماء کے اقوال کا تقاضا یہی ہے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ بہت سے اصولوں میں اپنے ائمہ کی تقلید سے خارج ہو گئے ہیں، اور انھوں نے اپنی طرف سے قواعد بنائے ہیں جب کہ انھیں تقلید کا دعویدار ہوتے ہوئے ایسا کرنا مناسب نہیں تھا۔ خصوصاً ایسے وقت جب کہ یہ قواعد نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہیں۔

دراصل انھوں نے یہ قواعد اس لئے وضع کئے ہیں تاکہ وہ فروع میں ائمہ کی تقلید کو اپنے اوپر لازم کر سکیں اور اس سے پہلے ذکر کئے گئے ان کے حکموں کی خلاف ورزی کر سکیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ مجتہد مطلق نہیں پایا جاتا(۱) اور ان کے یہاں مشہور ہے کہ اجتہاد کا دروازہ چوتھی صدی ہجری کے بعد بند ہو گیا۔ ابن عابدین نے اپنے حاشیہ (۵۵۱/۱) میں اسی طرح کی بات لکھی ہے۔ اسی بنیاد پر ان لوگوں نے مسلمانوں کو کتاب وسنت کے سمجھنے سے روک دیا اور ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید ان پر ضروری قرار دے دی، جیسا کہ صاحب ''الجوھرۃ'' نے کہا ہے:

ان میں سے ایک بڑے عالم کی تقلید واجب ہے۔ لوگوں نے اسی طرح واضح لفظوں میں بیان کیا ہے۔

ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ علم حدیث اور علم فقہ میں پختگی آ چکی اور وہ سوکھ چکے (۲) انھوں نے ابوالحسن کرخی کے اس قول ''ہر وہ آیت جو اُس طریقے کے خلاف ہو جس پر ہمارے اصحاب

(۱-۲) الدر المختار ۱/۴۵ حاشیہ

Www.IslamicBooks.Website

ہیں یا تو مؤول ہے یا منسوخ، اور ہر وہ حدیث جو ایسی ہو یا تو مؤول ہے یا منسوخ" (۱) سے مزید تائید وتقویت حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب بھی کوئی آیت یا حدیث پیش کریں وہ اس کی تردید اپنے لئے فوراً جائز کرلیں گے، اس کے بغیر کہ وہ اس کی دلالت کے بارے میں غور وفکر کریں اور یہ دیکھیں کہ وہ دونوں واقعۃً مخالف مذہب ہیں؟ وہ آپ کو یہ کہہ کر جواب دیں گے: تم زیادہ جانتے ہو یا مذہب؟

اپنے ائمہ کے لئے تعصب کرنے میں مقلدوں کا انھیں کی مخالفت کرنا اوران کی تقلید کو فرض کرنا

ائمہ کی وصیتوں کے خلاف اسی طرح کے نئے نئے قواعد بنا کر ان لوگوں نے اپنے اور تمام طالب علموں کے دلوں میں تقلید کو راسخ کردیا ہے اور اسی کے ذریعہ انھوں نے ان لوگوں کو کتاب وسنت کے سمجھنے سے روک رکھا ہے۔ چنانچہ ان کے عرف میں فقہ، علماء کے ان اقوال کے سمجھنے کا نام ہوگیا ہے جو ان کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ پھر وہ اتنے ہی کچھ پر قانع نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے مذہبی تعصب کی طرف بھی دعوت دی جیسا کہ بعض لوگوں کا قول ہے "اگر ہم سے ہمارے مذہب اور ہمارے مخالف کے مذہب کے بارے میں پوچھا جائے تو ہم لازماً کہیں گے کہ ہمارا مذہب درست ہے جس میں غلطی کا احتمال ہے، لیکن ہمارے مخالف کا مذہب غلط ہے جس میں درستگی کا احتمال ہے اور اگر ہمارے اعتقاد اور ہمارے مخالف کے اعتقاد کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے تو ہم لازماً کہیں گے کہ حق وہ ہے جس پر ہم ہیں اور باطل وہ ہے جس پر ہمارا مخالف ہے۔(۲)

یہ اوران جیسے اقوال جنھیں ہم نے ذکر نہیں کیا ائمہ متبوعین میں سے کسی نے بھی نہیں کہا ہے وہ تو اللہ کو خوب جاننے والے اور اس سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے وہ کب اس طرح پر منھ کھولتے؟ یہ تو دو وجہوں سے ظاہر البطلان ہے۔

(۱) الدر المختار ۱/۲۵ حاشیہ (۲) تاریخ التشریع الاسلامی للعلامہ الخضری ص ۳۳۲

Www.IslamicBooks.Website

اوّل: - یہ کہ یہ کتاب وسنت کے اکثر نصوص کے مخالف ہے جن میں اس بات کا حکم ہے کہ انسان علم کے بغیر کچھ نہ کہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ.﴾ (الاسراء/۳۶) جس چیز کے بارے میں تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت لگو۔

یہ بات تو آپ جان ہی چکے ہیں کہ حقیقی علم وہ ہے جو قرآن وسنت میں آیا ہے۔ پھر بھلا قرآن وسنت میں کوئی ایسی چیز کہاں ہے جو ان لوگوں کی ذکر کردہ چیز پر دلالت کرتی ہو۔

دوم: - یہ کہ یہ لوگ تقلید کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کی کتابوں کی یہ مشہور و معروف بات ہے کہ مقلد کی حجت اس کے امام کا قول ہے۔ پھر بھلا بتایئے کہ تقلید کا ثبوت ان کے ائمہ کے کلام سے کہاں ملتا ہے؟ ائمہ کی ذات اس سے منزہ ہے۔

مقلدین میں اختلاف کی کثرت اور اہل الحدیث میں اس کی قلت

جسے یہ بات معلوم ہوگئی اسے ان طول طویل صدیوں تک طوائف مقلدین کی قابلِ مذمت تفرق وتشتت پر باقی رہنے کا سبب معلوم ہوگیا۔ حد یہ ہوگئی تھی کہ ان میں سے اکثر نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز کے باطل یا مکروہ ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا تھا۔ اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ بعضوں نے تو حنفی مرد کو شافعیہ عورت سے شادی کرنے سے روک دیا۔ کچھ دوسروں نے اجازت دی لیکن اس کے عکس (یعنی شافعی مرد اور حنفیہ عورت کی شادی) کی اجازت یہ علت بیان کرتے ہوئے نہیں دی کہ ''عورت کو اہل کتاب کے درجے میں اتار لیا گیا ہے۔''

ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ کہہ کر خطاب ہی نہیں کیا ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ.﴾

(آل عمران/۱۰۵)

''ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو واضح دلائل آجانے کے بعد الگ الگ ہوگئے اور اختلاف کر بیٹھے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ.﴾

(المؤمنون/۵۳)

''پس انھوں نے باہم اپنے امر کو مختلف کتابوں کے اندر الگ الگ کر لیا۔ اب ہر ایک فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے۔''

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں (۱/۳۱۴)

''زُبُر'' کتابوں کو کہتے ہیں یعنی ہر فرقے نے کچھ کتابیں تصنیف کر رکھی ہیں جن کو انھوں نے تھام لیا ہے، انھیں پر عمل کر رکھا ہے اور انھیں کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دیتے ہیں۔ لیکن ہر ایک نے دوسرے کی کتابیں چھوڑ رکھی ہیں جیسا کہ یہ ہر ایک کی طرف سے برابر سرابر پیش آ رہا ہے۔''

میں کہتا ہوں: شاید یہ کتابیں وہی ہیں جن کی طرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن قیس سکونی کے واسطے سے آئی ہوئی روایت میں اشارہ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میں معاویہ کے پاس جانے والے ایک وفد میں اپنے والد کے ساتھ نکلا تو ایک آدمی کو لوگوں سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا'' کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ بروں کو اونچے اٹھایا جائے اور نیکوں کو نیچے گرایا جائے۔ (۱) فعل و عمل کو بند کر دیا جائے اور قول کو ظاہر کیا جائے اور قوم کے اندر ''مثناۃ'' (کتابیں) پڑھی جائیں اور کوئی ان میں ایسا نہ ہو جو انھیں بدلے یا ان پر نکیر کرے۔'' پوچھا گیا ''مثناۃ'' کیا چیز ہے؟ کہا: کتاب اللہ کے علاوہ جو اور چیزیں لکھ دی گئی ہیں۔'' (۲)

ایسا لگتا ہے کہ اسی بنیاد پر امام احمد رحمہ اللہ کتاب و سنت کی خالص اتباع کے حریص

---

(۱) یعنی لوگ بروں کے درجے کو بلند کرتے اور نیکوں کے درجے کو پست کرتے ہیں جیسا کہ آج یہ چیز مشاہدہ میں ہے۔

(۲) اس کی تخریج حاکم نے کی ہے (۴/۵۵۴-۵۵۵) اور صحیح الاسناد کہا ہے، علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ روایت گو موقوف ہے لیکن پھر بھی اسے مرفوع ہونے کا حکم حاصل ہے کیوں کہ یہ ایسے غیبی امور سے متعلق ہے جو صرف عقل سے نہیں کہی جا سکتی، خصوصاً جب کہ بعض رواۃ نے مرفوعاً ذکر کیا ہے اور اس روایت کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ہونے کے ناطے ایسی کتابیں رکھنی ناپسند کرتے تھے (۱) جو تفریع اور رائے پر مشتمل ہوتی تھیں۔"
کیونکہ انھیں ڈر تھا کہ لوگ ان کتابوں کو کتاب وسنت پر ترجیح دے لیں گے۔ جس طرح مقلدین نے مکمل طور پر کیا ہے کہ وہ اختلاف کے وقت اپنے مذہب کو کتاب وسنت پر ترجیح دیتے اور مذہب کو کتاب وسنت کا معیار ٹھہراتے ہیں۔ جیسا کہ کرخی سے نقل ہو چکا۔ حالانکہ کتاب وسنت کی اتباع واجب تھی جیسا کہ قرآن وسنت کی گزشتہ دلیلیں اس کا تقاضا کرتی ہیں اور نھیں کے اماموں کے اقوال سے ان پر اس چیز کا وجوب ثابت ہو چکا ہے۔ نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس کے پاس بھی کتاب وسنت ہو اس کے ساتھ تمام دوسرے مذاہب کو منضم کر دینا چاہئے لیکن سخت افسوس کی بات ہے کہ لوگ آپس میں اختلاف اور نزاع ہی کرتے رہے ہیں۔
اسی وجہ سے علامہ ابن القیم (۳۴۴/۲) اللہ کے رسول ﷺ کا اس قول "وانه من يعش منكم فسيرى اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي." جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ اس لئے تمہیں میری سنت کو لازم پکڑنا چاہئے۔
کے بعد فرماتے ہیں: "یہ اختلاف کرنے والوں کی مذمت اور ان کے راستے پر چلنے سے تنبیہ ہے۔ اختلافات کی کثرت اور اس کے اس قدر وسیع پیمانے پر ہونے کا سبب تقلید اور ایسے مقلدین ہیں جنھوں نے دین کے ٹکڑے کر دئے اور اہل اسلام کو گروہوں کے اندر بانٹ دیا۔ ہر فرقہ اپنے متبوع کی حمایت کرتا، اس کی طرف بلاتا اور اس کی مخالفت کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے۔ یہ لوگ ان لوگوں کے قول پر عمل کرنے کو جائز خیال ہی نہیں کرتے جیسے وہ ان سے الگ کوئی اور امت ہیں۔ وہ ان کی تردید میں کافی زحمت اور مشقت اٹھاتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں۔

"ان کی کتابیں، ہماری کتابیں۔ ان کے ائمہ، ہمارے ائمہ۔ اور ان کا مذہب، ہمارا مذہب، حالاں کہ سب کا نبی ایک، قرآن ایک اور رب ایک ہے۔
اس لئے تمام لوگوں پر لازم ہے کہ سب کے سب ایک کلمہ کے تابع ہو جائیں جو ان

---

(۱) ابن الجوزی مناقب احمد ص ۱۹۲۔

Www.IslamicBooks.Website

سب کے درمیان برابر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کی اطاعت نہ کریں، کسی بھی شخص کے اقوال کو رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی طرح نصوص کی حیثیت نہ دیں۔ اور کوئی بھی اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کو رب نہ بنائے۔ اب اگر وہ لوگ اس بات پر متفق ہو جائیں اور ہر اس شخص کے تابع ہو جائیں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلا رہا ہو اور اپنا مقدمہ سنت اور آثار صحابہ کے سامنے پیش کریں تو گو اختلاف زمین سے معدوم نہ ہو پھر بھی کم ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے کم اختلاف اہل حدیث کے یہاں ہوتا ہے۔ ان سے کم اختلاف اور زیادہ اتفاق والا کوئی گروہ نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کی بنیاد اسی اصول پر ہے۔ جب بھی کوئی گروہ حدیث سے دور ہوگا اس کا باہمی اختلاف بہت زیادہ اور بہت شدید ہوگا۔ کیوں کہ جو شخص حق بات کو رد کر دے گا اس پر معاملہ مشتبہ اور ملتبس ہو جائے گا۔ اور اس پر وجہ صواب اس طرح مخفی ہو جائے گی کہ وہ یہ نہیں جان پائے گا کہ کہاں جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَّرِيجٍ.﴾ (ق/٥)

''جب حق بات ان کے پاس آئی تو انھوں نے جھٹلا دیا اس لئے وہ ایک مشکوک چیز میں پڑے ہیں۔''

علامہ ابن القیم نیز فرماتے ہیں (۲/۳۴۷) ''ہم اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پوری مخلوقات کے اوپر یہ چیز فرض کر دی ہے کہ وہ دین کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں سے حق بات کو دلیل سے جانیں۔ ہم نکیر انھیں چیزوں پر کرتے ہیں جن پر ائمہ نے اور ان سے پہلے کے گزرے ہوئے لوگوں میں سے صحابہ و تابعین نے کی ہے، اور ان چیزوں پر کرتے ہیں جو خیر القرون کے گزرنے کے بعد چوتھی صدی ہجری۔ جس کی مذمت رسول اللہ ﷺ کی زبانی ہوتی ہے۔ میں اسلام کے اندر اس طرح پیدا ہوئیں کہ ایک آدمی متعین کر لیا گیا، اس کے فتاویٰ شارع کے نصوص کے درجے میں رکھ دئے گئے، بلکہ اس کے فتاویٰ کو شارع کی تنصیص پر مقدم کر دیا گیا، اس کے قول کو رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی امت کے تمام علماء کے اقوال پر فوقیت دے دی گئی اور احکام کو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہ سے حاصل

Www.IslamicBooks.Website

کرنے کے بجائے صرف اس کی تقلید کو کافی سمجھ لیا گیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ مقلد صرف وہی بات کہتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں ہے، حالانکہ یہ ایسی شہادت پر مشتمل ہے جسے شاید خود نہیں جانتا، اور اللہ کے بارے میں بغیر علم کے ایک بات کہتا ہے اس کے علاوہ اس میں ان لوگوں کے متعلق یہ خبر دینا ہے کہ وہ لوگ کتاب وسنت میں درستگی کو نہیں پاسکے جنھوں نے اس کے امام کے خلاف رائے قائم کی ہے گو وہ اس امام سے زیادہ علم رکھنے والے ہوں۔ اور مقلد کہتا ہے کہ میرے ہی امام درستگی پر ہیں یا کہتا ہے کہ دونوں کی باتیں کتاب وسنت سے درست ہیں۔ حالانکہ دونوں کے اقوال باہم متعارض ہیں اس طرح مقلد کتاب وسنت کے دلائل کو متعارض اور متناقض ٹھہراتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول بیک وقت ایک شئ اور اس کی ضد کا حکم صادر کرتے ہیں۔ ایسے شخص کا دین آراء رجال کے تابع ہے اس کے لئے نفس الامر میں کوئی متعین حکم نہیں ہے۔ وہ یا تو اس طریق کو اپنا مسلک قرار دے یا اپنے امام کے خلاف کہنے والے کی تغلیط کرے۔ اسے دونوں میں سے کوئی ایک ہی چیز کرنی ضروری ہے۔ یہ اس مقلد کے لئے تقلید کی برکت ہے۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہیں اور ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ چیز واجب کی ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق تقویٰ اختیار کریں اور اصل تقویٰ اس چیز کی معرفت ہے جس سے بچا جائے اور پھر اس کے اوپر عمل کیا جائے۔ اسی وجہ سے ہر بندے پر واجب ہے کہ وہ اس چیز کی معرفت حاصل کرنے میں اپنی پوری کوشش صرف کرے جس سے اسے بچنا ہے یعنی اس کی معرفت حاصل کرے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جس کے کرنے سے روکا ہے۔ اس کے بعد اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت لازم پکڑے اور جو چیز اس پر مخفی رہ جائے اس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اپنے جیسے اور لوگوں ہی کی طرح ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر شخص پر آپ کی لائی ہوئی بعض چیزیں مخفی رہ گئی ہیں۔ اہل علم ہونے کے ناطے وہ اس کلیہ سے خارج نہیں ہوسکے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کو، حق کی معرفت اور اس کی اتباع کے سلسلے میں اس چیز کا مکلف نہیں بنایا ہے، جس کی اسے طاقت نہیں ہے۔''

Www.IslamicBooks.Website

تقلید کی تباہ کاریاں

اور مسلمانوں پر اس کے بُرے اثرات

معزز بھائیو! تقلید کی تباہی اور امت کے اوپر اس کے برے اثرات، اس تھوڑے سے وقت میں ہمارے بیان سے باہر ہیں، البتہ کچھ مخصوص کتابیں ہیں جن میں اس سلسلے کی تفصیلات ہیں جو شخص مزید معلومات حاصل کرنی چاہتا ہو اسے انھیں کتابوں کی طرف مراجعت کرنی چاہئے۔ان کتابوں میں یہ بیان کرنا مقصود رہا ہے کہ تقلید ہی واحد سبب ہے یا (کم از کم) وہ بہت سے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب ہے، جس نے مسلمانوں کو کتاب وسنت کی اتباع سے پھیر دیا اور رجال مقلدین کو چھوڑ کر انھیں دونوں چیزوں سے تعصب پیدا کر دیا ہے۔ میں نے جیسا کہ سنا ہے مقلدین کے تمام گروہوں نے تقلید کو ایسا واجبی امر اور قابل اتباع دین ٹھہرا دیا ہے جس سے خروج چوتھی صدی ہجری کے بعد کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں اور اگر کوئی خروج کرتا ہے تو اسے مختلف القاب سے یاد کیا جاتا ہے، اس کے اوپر چاروں طرف سے اندھا دھند یلغار کر دی جاتی ہے اور جو چیزیں اس کے اندر نہیں ہیں ان کے ذریعہ اتہام لگائے جانے سے وہ محفوظ نہیں رہتا۔ یہ چیز ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے اس سلسلے میں لکھی گئی فریقین کی کچھ کتابیں دیکھی ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''اعلام الموقعین'' میں تہتر صحیح اور صریح حدیثوں کو بطور مثال پیش کیا ہے۔ جنھیں مقلدین نے رد کر دیا ہے۔ آپ نے ان حدیثوں پر تفصیلی بحث کی ہے جس میں مقلدین سے سنجیدہ علمی مناقشہ کیا ہے۔ ابتدا میں عقائد کے سلسلے کی رد کردہ حدیثوں کی مثالیں ہیں مثلاً مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کا علو اور عرش پر اس کا استواء۔ اس کی تاکید مزید کے طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ شیخ فلانی رحمہ اللہ کی کتاب ''ایقاظ الھمم'' ص ۹۹ میں ہے کہ علامہ محقق ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے ان مسائل کو ایک ضخیم جلد کے اندر جمع کر دیا ہے جن میں ائمہ اربعہ کا

Www.IslamicBooks.Website

انفرادی یا اجتماعی مذہب، صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ اس کی ابتداء میں آپ فرماتے ہیں ''ان مسائل کو ائمہ مجتہدین کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ ضروری ہے کہ فقہاء مقلدین ان مسائل کے متعلق جان کاری حاصل کریں تاکہ وہ ائمہ کرام کی طرف ان کی نسبت کر کے ان پر بہتان نہ لگائیں۔''

تعلیم یافتہ نوجوانوں کا آج کا فریضہ

بھائیو! خاتمۂ کلام یہ ہے کہ میں اپنی ان باتوں سے اس بات پر آمادہ نہیں کرنا چاہتا کہ آپ سب مجتہد ائمہ اور محقق فقہاء بن جائیں۔ گو یہ میرے اور آپ دونوں کے لئے خوشی کی چیز ہے۔ کیوں کہ یہ چیز عادۃً اس وجہ سے غیر ممکن ہے کہ اختصاصات مختلف ہوتے ہیں اور متخصصین کے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون میں اختلاف ہوتا ہے۔ در اصل میں صرف دو چیزیں کہنی چاہتا ہوں۔''

اوّل: - یہ کہ اس چیز سے باخبر رہئے جو آج بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں پر مخفی ہے۔ دوسروں کو تو چھوڑیے، بات یہ ہے کہ انھوں نے بعض اسلامیات پر لکھنے والے لوگوں مثلاً سید قطب رحمہ اللہ اور علامہ مودودی حفظہ اللہ (۱) وغیرہ کی کتابوں اور ان کی مساعی کے طفیل جس وقت یہ جانا ہے کہ تشریع کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس میں کوئی انسان اس کا شریک ہے نہ کوئی کمیٹی اور تنظیم۔ اسی کو انھوں نے ''حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے'' کے ذریعہ بیان کیا ہے اور یہ چیز تو اس کتاب کی ابتداء میں دی گئی کتاب وسنت کی نصوص میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک اسی وقت ان نوجوانوں میں سے اکثر کو اس کے بعد خیال نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے مبدأ حاکمیت ہونے میں جس مشارک کی نفی کی گئی ہے اس کی بابت اس میں کچھ فرق نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر جس انسان کی پیروی کی گئی ہے وہ مسلمان ہو جس نے اللہ کے کسی حکم کے اندر غلطی کی ہو، یا کافر ہو جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شارع

---

(۱) اور اب رحمہ اللہ تاریخ وفات ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء مطابق ۲۹ شوال ۱۳۹۹ھ

Www.IslamicBooks.Website

بنالیا ہو یا وہ عالم ہو یا جاہل۔اس میں سے ہر ایک اللہ کے مبدأ حاکمیت ہونے کے منافی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ نوجوان اس پر ایمان لا چکا ہے۔یہی وہ چیز تھی جس پر میں آپ کو متنبہ کرنا چاہتا تھا اور اب میں آپ کو اسی کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ نصیحت مومنوں کو فائدہ پہونچاتی ہے۔ میں نے نوجوانوں کو پوری جرأت اور قابل تعریف اسلامی غیرت کے ساتھ خطبہ دیتے سنا ہے جس میں وہ ثابت کرتے ہیں کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔اس کے لئے وہ غیر اسلامی حاکم نظاموں کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ یہ بڑی اچھی چیز ہے گو ہم اس وقت تبدیلی لانے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن ٹھیک اسی اثناء میں ہم میں سے بہت سے لوگوں کے دلوں میں ایک ایسی چیز پائی جاتی ہے جو مبدأ مذکور کی نفی کرتی ہے اس کا بدلنا آسان ہے لیکن ہم مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں نہ انھیں اس کی نصیحت کرتے ہیں۔ یہ چیز ہے تقلید کو دین بنالینا اور کتاب وسنت کی نصوص کو تقلید کی وجہ سے رد کر دینا۔آپ اگر کہیں اس جرأت مند خطیب کو کسی آیت یا حدیث کی خلاف ورزی کرنے پر ٹوک دیں تو وہ فوراً مذہب سے استدلال کرے گا، اس کے بجائے سخت افسوس کے ساتھ۔ کہ وہ اس بات پر متنبہ ہوتا کہ اس کا یہ عمل اس عظیم مبدأ کو لغو کر دیتا ہے جس کی دعوت اس نے لوگوں کو دی ہے!

چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.﴾ (النور/۵۱)

''مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی جائے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کی بات یہی ہونی چاہیے کہ وہ کہیں ہم نے سن لیا اور مان لیا۔یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اس جرأت مند خطیب نے جب تنبیہ اور دلیل کو سن لیا تو اس پر لازم تھا کہ وہ اسے مان لینے میں جلدی کرتا، کیوں کہ علم یہی ہے۔تقلید کے دامن میں پناہ نہ لیتا کیوں کہ یہی جہالت ہے۔

ثانی:- یہ کہ آپ میں سے ہر ایک اپنے دل کے اندر ایک ایسا واجبی درجہ پیدا

Www.IslamicBooks.Website

کرے جس کا ہر مسلمان کے لئے اس کے مقدور بھر پایا جانا ممکن اور آسان ہے۔ ہاں یہ درجہ تحقیق واجتہاد کے اس درجہ سے کم ہے جس کے رجال صرف خواص ہیں۔ یہ درجہ ہے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا، اور اس اتباع کو صرف آپ ہی کے لئے مخصوص رکھنے کا۔ آپ میں سے ہر ایک کو اسے اپنے مقدور بھر کرنا چاہئے۔ آپ حضرات جس طرح اپنی عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص رکھتے ہیں اسی طرح اپنی اتباع کو صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص کرلیں۔ یوں آپ کا معبود ایک ہوگا اور آپ کا متبوع ایک ہوگا۔ اس طرح پر کر کے آپ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت کا عملی ثبوت پیش کر دیں گے۔

معزز بھائیو! آپ سب اپنے آپ پر لازم کرلیں کہ آپ ہر اس حدیث پر ایمان رکھیں گے جو آپ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوگی، وہ عقیدہ سے متعلق ہوگی خواہ احکام سے، اور وہ آپ کے اس امام کا قول ہوگا جس کے مذہب پر آپ اپنے معاشرے کے رواج کے مطابق پروان چڑھے یا ان کے علاوہ ائمہ مسلمین میں سے کسی اور کا ہوگا۔ آپ کسی ایسے قاعدہ کو بنیاد نہیں بنائیں گے جسے بعض ایسے لوگوں نے جو مجتہد بھی نہیں تھے، قیاس اور اجتہاد سے وضع کیا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ چیز اتباع سنت کے راستے میں روک بن جائے گی۔ آپ کسی بھی انسان کی، خواہ وہ کیسا ہی بڑا اور بزرگ کیوں نہ ہو، تقلید نہ کریں ورنہ اس طرح قول رسول کے پالینے کے بعد اس پر اپنے امام کے قول کو آپ ترجیح دے رہے ہوں گے۔

خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ صرف اور صرف اسی طرح پر اس مبدأ حاکمیت کو علماً اور عملاً ثابت کرسکتے ہیں جس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ "لا الــــه الا الله"، منہج حیات ہے" اور "حاکمیت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے" ہے اس کے بغیر اس "منفرد قرآنی نسل" کو پانا محال ہے جو "مسلم معاشرہ، اس کی خصوصیات" اور آگے چل کر گم شدہ مسلم حکومت کو جنم دینے کی استطاعت رکھنے میں منفرد ہے۔ اس سے اس سچی حکمت کی بھی تصدیق ہوگی جسے ایک بہت بڑے داعی اسلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے پیش کیا ہے کہ "اسلامی حکومت کو اپنے دلوں کے اندر قائم کرو وہ زمین پر خود قائم ہو جائے گی"۔ امید ہے کہ ایسا جلد ہی ہوگا۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهٗٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ.﴾ (الانفال/۲۴)

''اے مومنو! جب اللہ اور رسول تم کو اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشتی ہے تو تم ان کی باتیں سن لو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ انسان کے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم سب اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے۔''

والسَّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

Www.IslamicBooks.Website

ہندوستان میں اس موضوع پر ایسی جامع کتاب پہلی بار شائع ہوئی ہے۔

ائمہ اربعہ کا دفاع اور سنت کی اتباع

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

مترجم: مولانا محمد الاعظمی صاحب حفظہ اللہ

ائمہ اربعہؒ کے اجتہادات سے استفادہ کا معنی ومفہوم کیا ائمہ اربعہ نے اپنی آراء واجتہادات کو واجب اور ضروری قرار دیا تھا۔ حدیث نبوی اور امت کے اجتہادات کے مابین تناقض کی صورت میں کیا ائمہ کی تقلید ہی واجب رہے گی۔

ترک احادیث کے اسباب، ائمہ عظام کی جانب منسوب غلط فہمیوں کا ازالہ، اتباع سنت کے وجوب کا دفاع اور اندھی تقلید کی تردید، جامع اور مستند کتاب۔ فارسی سے اردو ترجمہ۔

مستند فضائل اعمال

جمع وترتیب: دعوت کمیٹی سعودی عرب

صفحات 128

فضائل اعمال کے موضوع پر ۳۸۰ احادیث صحیحہ کا شاندار مجموعہ ہے جس میں اخلاص عمل، اعتصام بالکتاب والسنہ، دعوت وجہاد، زہد ورقاق، مکارم اخلاق وضو، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تلاوت قرآن، اذکار ودعوت اور توبہ واستغفار کے موضوع پر مستند اور معتبر حوالے سے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔

قرآن کریم منہاج فکر وعمل

مولانا رفیق رئیس سلفی

اس مختصر کتاب میں ان وجوہات کی نشان دہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو تعلیمات قرآن کی اشاعت میں درپیش ہیں یہ ایک تجزیہ اور مطالعہ ہے اس مسلم سماج کا جس میں ہم سانس لیتے ہیں اور جس میں کئی ایک دینی جماعتیں اور فرقے اشاعت دین کا فریضہ ادا کرنے میں مصروف ہیں، قرآن کے تعلق سے

Www.IslamicBooks.Website

جوطرز فکر و عمل ہم نے بنا رکھا ہے کیا وہ عظیم کتاب اوراس کے مقصد نزول کے شایان شان ہے؟ کہیں ہماری غفلت خود ہمارے لئے وبال جان نہ بن جائے اور ہم کتاب الٰہی کو چھپائے رکھنے کے مجرم نہ قرار پائیں۔اسی احساس کو مصنف نے قرطاس پہ اتارنے کی کوشش کی ہے،

مولانا ابوالکلام آزاد

مذہبی فکر و عمل کے آئینہ میں

مولانا محمد الاعظمی

صفحات ۲۲۴۔ قیمت ۱۸۰

یہ کتاب مولانا آزاد کے مذہبی افکار وعقائد اور کردار و عمل کی سچی داستان ہے،مذہبی زندگی کے بعض مخفی گوشوں کو مستند مآخذ و مراجع سے اجاگر کیا گیا ہے، کتاب اپنے موضوع پر نادر اور معتبر معلومات فراہم کرتی ہے۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کی سنہری تحریریں

مرتب: مولانا ساجد اسید ندوی

صفحات ۲۸۸ قیمت ۱۲۵

مشہور عالم دین اور الرحیق المختوم کے مصنف مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کی نادر و قیمتی تحریروں کا علمی مرقع

اہل حدیث کا مذہب

تالیف: علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

تحشیہ: مولانا ضیاء الحسن سلفی

اہل حدیث کے امتیازی مسائل وعقائد کا اجمالی تذکرہ یاروں کے لگائے ہوئے الزامات اور غلط فہمیوں کا ازالہ،سنجیدہ علمی زبان مثبت انداز،تخریج وحواشی نے کتاب کو مزید علمی بنا دیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

چالیس احادیث کا انمول تحفہ

شرح اربعین نووی

تالیف: امام نووی ترجمہ: سعید مجتبیٰ سعیدی

امام نووی کی معروف ومقبول کتاب اربعین کا شاندار بامحاورہ اردو ترجمہ۔ شرح الفاظ، تشریح وفوائد۔ تخریج احادیث استنباط مسائل، علماء طلباء اور عام اہل علم کے لئے یکساں مفید۔

خطباء ودعاۃ اور مبلغین حضرات کے لئے ایک علمی تحفہ

زاد الخطیب اول دوم

تالیف: ڈاکٹر محمد اسحاق زاہد کویت

تقاریظ: ڈاکٹر حافظ مقتدیٰ حسن ازہری ☆ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف

عرصۂ دراز سے اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ:

(۱) ایک تو خطیب حضرات کے لئے خطبات کا ایک ایسا مجموعہ مرتب ہو جس میں خالص اسلام کی صحیح تعبیر وتشریح ہو۔

(۲) دوسرے نمبر پر ایسے بدعی اعمال پر تنبیہ ہو جنھوں نے دین اسلام کو مسخ کر دیا ہے۔

(۳) تیسرے ہر موضوع کی تفصیلات صرف صحیح روایات پر مشتمل ہوں، ضعیف اور بے سروپا روایات کا سہارا نہ لیا گیا ہو،

اللہ کے فضل وکرم سے ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد صاحب نے ایسا مجموعہ تیار کر دیا ہے جو مذکورہ خصوصیات ہی کے حامل ہیں، یہ خطبات جامع بھی ہیں اور مفصل بھی ہر موضوع کا مناسب حق ادا کیا گیا ہے کوئی اہم پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے، ایک ایک موضوع پر اتنا علمی مواد مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے کہ اس موضوع کو دو دو تین تین خطبوں تک بھی پھیلایا جاسکتا ہے اس اعتبار سے یہ خطبات علماء کے لئے بلاشبہ ایک نعمت غیر مترقبہ، ایک ارمغان علمی، علوم ومعارف کا گنجینہ اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کا ایک خزینہ ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لیے کوشاں

ہماری بعض اہم

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

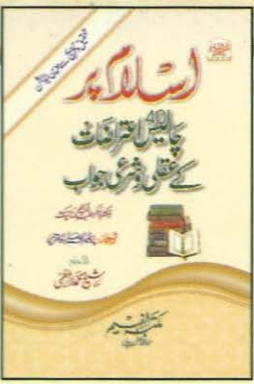

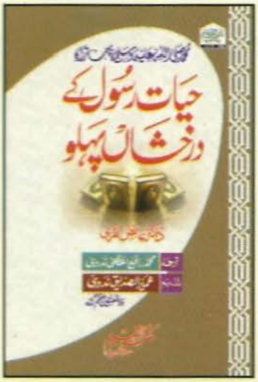

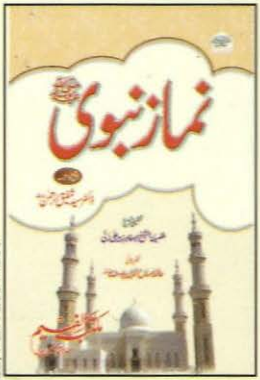

- جاذبِ نظر سرورق
- نفیس کاغذ
- عمدہ طباعت
- معیاری جلد بندی
- مناسب قیمت

MAKTABA AL-FAHEEM

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
www.maktabaalfaheemislamicbooks.com

PRINT ART Delhi- Ph. 23634222, Fax : 23514266

Www.IslamicBooks.Website